اکابر کی تبلیغی تقریریں

مولانا عبید اللہ قاسمی
استاذ مدرسہ مفتاح العلوم، میل وشارم، مدراس

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

دار الکتاب دیوبند (یو۔پی)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکابر کی تبلیغی تقریریں

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

مرتب

مولانا عبید اللہ قاسمی

استاذ مدرسہ مفتاح العلوم میل وشارم، مدراس

ناشر

دارالکتاب دیوبند

Scanned by CamScanner

پہلی تقریر

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ

دوسری تقریر

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

تیسری تقریر

حضرت مولانا محمد قاری طیب صاحبؒ

چوتھی تقریر

حضرت مولانا محمد انعام صاحب کاندھلویؒ

پانچویں تقریر

حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ

Scanned by CamScanner

عرض مرتب

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعــد :

اللہ تعالیٰ کے اس عالم انسانی پر بیشمار احسانات وانعامات ہیں۔ انہیں میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ اسنے انسانوں کی ہدایت کے لئے مشعل راہ مقرر کیا تاکہ اگر کوئی ذرا بھی راہِ راست سے برگشتہ ہو جائے تو فوراً طریق ہدایت پر آجائے اسی لئے اللہ تعالیٰ ضرورت وحاجت کے مطابق انبیائے کرام کو مبعوث فرماتا رہا، لیکن اب مقام رسالت و نبوت ختم ہو گیا اور نبیؐ پاک علیہ الصلوۃ والسلام اس دنیا میں نہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعہ سے طریق ہدایت کی تکمیل کردی۔

اب اگر کسی کے خیال وگمان میں ہدایت کے علاوہ کوئی اور خیال آئے تو اس کے لئے اللہ نے خلفاء وعلماء وصلحاء کو پیدا فرمادیا، حقیقت میں یہ لوگ نائب رسولؐ ہیں جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا العلماء ورثۃ الانبیاء۔ یعنی جس طریق کار کو انبیاء کرام نے انجام دیا وہی طریقہ علمائے کرام وصلحائے عظام انجام دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

چنانچہ اس پر آشوب دور میں اللہ تعالیٰ نے بانی تبلیغ حضرت مولانا

Scanned by CamScanner

محمد الیاس صاحبؒ کے دل میں بھی اس دین کی اہمیت پیدا کی جب اس عالم دنیا پر انہوں نے نظریں دوڑائیں تو محسوس کیا کہ سارا عالم راہِ ہدایت سے برگشتہ ہے، خود مسلمان اس کے احکام پر عمل کرنے سے بیزار ہیں اور بے شعوری کا دور دورہ ہے، فوراً حمیتِ اسلامی جوش میں آئی اور اپنی پوری قوت کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے نذر و نیاز بھی کی یہاں تک کہ آج اس تحریک کی برکت سے مسلمانوں میں دینی شعور پیدا ہوا اور مذہبِ اسلام کے شیدائی اس پر عمل کرنے لگے اور تھوڑے ہی عرصہ میں یہ تحریک شہرت پذیر بلکہ عالم گیر بن گئی اللہ تعالیٰ مزید در مزید اس میں جان و قوت عطا فرمائے اور مسلمانوں کے لئے صحیح نہج پر آنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

اسی تحریک کو لے کر بڑھنے والے ان پاکباز اور خلوص وللّٰہیت سے معمور اکابرین کی تقاریر کے اس حسین گلدستہ کو مزید افادے کے لئے بندہ نے مرتب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ آمین اور ہمیں دین کا داعی بنائے۔ آمین

عبیداللہ قاسمی
مدرسہ مفتاح العلوم
میل وشارم

۲۶؍رجب المرجب ۱۴۱۸ھ

Scanned by CamScanner

حضرت مدنیؒ کی تقریر

حضرت مدنیؒ کی یہ تقریر ۲۶ / جولائی ۱۹۵۷ء بعد نماز جمعہ بمقام ارکونم (نزد میل وشارم) ضلع شمالی آرکاٹ (تامل ناڈو) میں ایک تبلیغی اجتماع میں ہوئی۔ اس تاریخی تقریر کو حضرت مولانا ابو السعود صاحبؒ، حضرت مولانا عبد الباری صاحبؒ، حضرت مولانا نیّر ربّانی صاحب وشارمیؒ اور پروفیسر محمد جلال صاحبؒ نے قلمبند کیا۔

تاثر کا یہ عالم تھا کہ سارا مجمع رو رہا تھا اور یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ یہ حضرت کا سب سے آخری سفر تھا اور آخری ہی تقریر تھی۔

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفٰی و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی ، اما بعد :

فقد قال اللہ تعالیٰ، لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من أنفسھم یتلوا علیھم آیاتہ و یز کیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین.

محترم بھائیو اور بزرگو! اللہ تعالیٰ کے احسانات تمام مخلوق پر اور خصوصاً انسانوں پر نہایت زیادہ ہیں جن کی کوئی حد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حقیقتاً ہم تمام انسانوں کو اپنی نعمتوں سے ڈھانک لیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

اَلم ترو انَّ اللّٰہ سَخَّر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض و اسبغ علیکم نِعَمہٗ ظاھرۃ و باطنہ. اللہ تعالیٰ نے تمام عالمِ انسانیت کو چھپی ہوئی اور کھلی ہوئی نعمتوں سے ڈھانک رکھا ہے۔ اپنی تمام مخلوقات میں خدا تعالیٰ نے سب سے زیادہ شرافت اور بڑائی انسان کو عطا کی ہے۔ پروردگار نے اپنے فضل و کرم سے ہماری نجات کے واسطے ہر قسم کی بھلائی کا عالم ارواح میں، ماں کے پیٹ میں، طفولیت کے عالم میں سامان کیا ہے۔ اسے کوئی حاجت نہیں کہ ہم کو نجات ملے۔ وربک الغنی ذوا الرحمۃ ط اس کی شفقت ہے کہ آخرت کے لئے بھی ہر قسم کی بھلائی کا سامان کیا۔ اس نے اپنا فضل فرمایا ہے کہ ہم کو پیدا کیا، انسان بنایا اور تمام اعضاء مکمل کر دئے، عقل دی، ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک وغیرہ

Scanned by CamScanner

سب اعضاء دیئے۔ یہ کافی ہے اس کو حجت قائم کرنے کے واسطے۔ لیکن پروردگار نے اپنی شفقت سے دوسری چیز بھی مقرر کی۔ اس نے ہر زمانے میں اپنے مقرب بندوں کو ہماری اصلاح کے لئے بھیجا جنھوں نے ہماری اصلاح کے لئے اپنی جان کی بازی لگا کر کوشش کی اور ہماری بھلائی کی فکر کی اور ہر ظلم و ستم کو برداشت کیا۔ ابتدا سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے واقعات سنتے آئے ہیں۔ ہمارے آقائے نامدار ﷺ تمام پیغمبروں کے سردار جن کے لئے عالم ارواح میں انبیاء سے عہد لیا تھا۔ و اذ اخذ اللّٰہ میثاق النّبیّٖن لما آتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به و لتنصرنه . انبیاء کی روحوں کو جمع کر کے ان سے عہد لیا کہ اگر تمہارے زمانے میں وہ پیغمبر آجائے تو تم اس پر ایمان لانا اور مدد کرنا۔ وہ پیغمبر جو سب انبیاء علیہم السلام کے علوم کو جمع کرنے والا نبی آخر الزماںؐ ہے ہم کو عطا فرمایا۔ پھر انبیاء علیہم السلام سے پوچھا: ء اقررتم و اخذتم علی ذالکم اصری. کیا تم نے اقرار کیا؟ قالو اقررنا ۔ کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ایسا پیغمبر عطا فرمایا اور ہماری بدقسمتی ہے کہ اسکے طریقہ پر عمل کرنے میں کوتاہی کریں۔ اللہ کا محبوب اور سب سے اونچا پیغمبر بغیر مانگے ہم کو عنایت فرمایا حالاں کہ پہلی امتوں نے مانگا تھا اور ان کو نصیب نہیں کیا۔ شفقت والا۔ رحمت والا، کمال والا، علم والا اور زہد و تقویٰ والا پیغمبر ہم کو عطا فرمایا۔ یہ اس کا احسان ہے۔ ہماری نالائقی

Scanned by CamScanner

ہے کہ ایسے پیغمبر کو پانے کے بعد بھی ہم اس کی اطاعت نہ کریں۔ لقد من اللّٰہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم. یعنی بے شک اللہ پاک نے مومنوں پر احسان فرمایا ہے کہ ان ہی میں سے ایک عظیم الشان پیغمبر مبعوث فرمایا۔ ہمارا ہادی اگر کوئی فرشتہ یا جن ہوتا تو اس کو ہم پر ایسی شفقت نہ ہوتی۔ بہر حال آقائے نامدارؐ ہماری اصلاح کے لئے بھیجے گئے۔ اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اور اس کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی قوت علمی اور عملی سب دے دی شدت رحمت کی وجہ سے اس نے اسی پر اکتفا نہ کیا کہ عقل اور سمجھ دے دی اور اسی پر عمل کا مطالبہ نہ کیا جیسا کہ آپ اپنے فرزند کو سرمایہ دے کر تجارت کرنے کو کہتے ہیں اور ڈراتے ہیں کہ اگر نقصان کیا تو سزا ملے گی۔ اگر ایسا اللہ بھی فرماتا تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی۔ لیکن اللہ کی شفقت ہے کہ اس نے انبیاء علیہم السلام کو بھی روانہ کیا۔ رسلاً مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللّٰہ حجة بعد الرسل پیغمبروں کو اس لئے بھیجا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے ہمیں دنیا میں راستہ دکھانے والا نہیں آیا۔ راستہ دکھانے کے لئے اخیر زمانے میں ہمارے آقا کو جو رحمت مجسم ہیں بھیجا۔ وہ ۲۳؍ برس منصب نبوت پر رہے ۴۰؍ برس کی عمر میں تاجِ رسالت پہنایا گیا۔ ۶۳؍ برس کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے اس عرصہ میں آپ کو کتنی تکلیفیں دی گئیں اور کتنا ستایا گیا۔ آج بھی تکلیف دے رہے ہیں۔ جو رسول اللہ کی سنت کے

Scanned by CamScanner

خلاف کر رہے ہیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کو ستا نہیں رہے ہیں؟ بیٹا اگر خلاف کرے تو تم کو صدمہ ہوتا ہے۔ حضورؐ کی خدمت میں ہفتہ میں دو مرتبہ اعمال پیش ہوتے ہیں۔ باپ کو اولاد سے محبت ہوتی ہے۔ نبی کو امت سے باپ سے زیادہ محبت و شفقت ہوتی ہے۔ جب آپؐ کے سامنے پیش کیا جائے کہ آپ کا فلاں امتی غیروں کا متبع ہے، ڈاڑھی منڈاتا ہے تو کیا آپ کو صدمہ نہ ہوگا؟ ایک بار ایران کا سفیر بادشاہ دہلی کے پاس آیا۔ مرزا بیدل کا صوفیانہ کلام پڑھ کر لوگ اس کو قطب سمجھتے تھے بادشاہ کے دربار میں سفیر ایران آیا تو مرزا کا تعارف بھی کرایا گیا۔ ڈاڑھی خشخشی تھی۔ پوچھا: آغا ریش می تراشی؟ مرزا نے کہا ریش می تراشم و لیکن دل کسے نمی خراشم۔ سفیر نے جواب دیا۔ بلے دل رسول اللہ می خراشی، مرزا صاحب کمال تھے۔ غلطی معلوم ہوئی تو سر نیچا کر لیا۔ گھر گئے اور تین دن تک شرمندگی سے باہر نہ آئے۔ آقائے نامدار ﷺ کے سامنے اعمال جب پیش ہوں کہ فلاں امتی یورپین فیشن کرتا ہے، کرزن فیشن کرتا ہے۔ تو کیا حضور ﷺ کے دل مقدس کو صدمہ نہ ہوگا؟ پہلے بھی ستائے گئے۔ لَقَدْ اُوْذِیْتُ فِیْ اللّٰہِ وَ مَا اُوذِیَ اَحَدٌ مِثْلِی وَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ وَ مَا اُخِیْفَ اَحَدٌ مِثْلِیْ ۔ میں اللہ کی راہ میں اتنا ستایا گیا کہ کوئی اس قدر نہیں ستایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی کو اس قدر ڈرایا نہیں گیا۔ غرض ہر طرح سے آقائے نامدار ﷺ نے تکلیفیں اٹھائیں۔ اور آج بھی سنت کی خلاف

Scanned by CamScanner

ورزی کرکے رسول اقدس ﷺ کو ستاتے ہیں۔ منیب صحابی بنی سلیم کہتے ہیں کہ (ایام جاہلیت میں) میں حج کو گیا تھا۔ عرفات کے میدان میں دیکھا کہ ایک جوان سرخ عبا پہنے ہوئے یہ کہتا جارہا ہے۔ یا ایھا الناس وحِّدوا اللہَ تُفلحُوا، یا ایھا الناس قولوا لا اِلہ الا اللّٰہ تفلحوا. اے لوگو! ایک اللہ کو مانو فلاح پاؤ گے۔ اے لوگو! لا اِلہ الا اللّٰہ کہہ لو کامیاب ہو جاؤ گے، ایک شخص اس کے پیچھے پتھر مارتا ہے اور کہتا جاتا ہے۔ یا ایھاالناس لا تَسمَعُوا اَنّہٗ کذّاب. اے لوگو اس کی بات نہ سنو۔ یہ بڑا جھوٹا ہے۔ میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ کہا گیا کہ وہ شخص قریش کا ایک جوان ہے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ ایسے متعدد واقعات پیش آئے۔ ۲۳ برس تک آقائے نامدار ﷺ دین کی دعوت دیتے رہے اور طرح طرح کے مظالم سہتے رہے۔ بار بار اللہ کی طرف سے تاکید ہوتی رہی۔ واصبر وما صبرک الا با اللّٰہ ولا تحزن علیھم ولا تکن فی ضیقٍ مما یمکرون ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون. دوسری جگہ ارشاد ہے ولا تستوی الحسنۃ ولا السَّیّئۃ ادفع بالتی ھی احسن۔ صبر کرو اور تحمل کرو، غمگین نہ ہو، تنگدل نہ ہو، بھلائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہوتی۔ پتھر کا جواب پتھر سے اور گالی کا جواب گالی سے مت دو بلکہ پتھر کا جواب پھولوں سے دو، گالی کا جواب تعریفوں سے دو۔ و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً. جب جاہلوں سے مقابلہ ہو جائے تو سلام کہہ کر چلے جاؤ۔ مکہ کی

Scanned by CamScanner

تیرہ سالہ زندگی ایسے ہی گزری۔ کفار ظلم کرتے رہے اور آپ صبر کرتے رہے۔ اس کے بعد مدینہ ہجرت فرمائی۔ ہر چیز قربان کی اپنی راحت اور گھر بار چھوڑا۔ مدینہ پہنچ کر بھی آپ کو کفار نے چین لینے نہ دیا۔ اعلان کیا گیا کہ جو حضرت محمدؐ کا اور ابو بکر صدیقؓ کا سر لائے اس کو ہر ایک کے لئے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ دشمنوں نے ہر جگہ ڈھونڈنا شروع کیا، مگر آپؐ کا محافظ خدا تھا۔ اس نے اپنے لطف و کرم سے آپؐ کو چھپا کر مدینہ پہنچادیا۔ مدینہ والوں کو مکہ سے زور دار خط بھیجا گیا کہ ان کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ جنگ ہو گی۔ تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے۔ عورتوں کو باندی اور بیٹوں کو غلام بنا کر تمہارے باغوں کو اجاڑ دیں گے۔ یہ سن کر بڑے بڑے بوڑھوں کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ مدینہ کے بڈھے تجربہ کار کہتے تھے کہ ہم قریش سے لڑ نہیں سکتے۔ قریش سب سے زیادہ قوت والے، پیر زادے اور سارے عرب ان کے طرف دار ہیں۔ سب گھبرا گئے۔ نوجوانوں نے پہلے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا اور ہر قبیلہ کے نوجوان حمایت کے لئے تیار تھے۔ بوڑھے مقابلے سے ڈرتے تھے۔ اور آپ کو حوالہ کرنے پر آمادہ تھے۔ قریب تھا کہ آپس میں تلوار چل جاتی۔ حضور اقدس ﷺ نے دونوں کو سمجھایا۔ یہاں تک کہ سکون ہو گیا۔ قریش کو جواب دیا گیا کہ جو چاہو کر لو، ہم تو حضور ﷺ کی حفاظت کریں گے۔ کیا آنحضرت ﷺ کسی کے قاتل تھے، یا کسی کی جائداد چھین لی؟ ابتدا سے وہ سب کے

Scanned by CamScanner

ساتھ نہایت احسان کرنے والے، سچ بولنے والے، امانت رکھنے والے اور سب کی خدمت کرنے والے تھے، آپؐ صرف یہ فرماتے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، پتھروں کو نہ پوجو، اس کے سوا اور کوئی بات نہ تھی، اس جواب پر سب کے سب چراغ پا ہو گئے۔ کانفرنس کی گئی اور طے کیا گیا کہ مدینہ پر چڑھائی کریں گے خوب چندہ کیا گیا۔ ایک ہزار اونٹ سامان خرید کر لانے کے لئے ملک شام بھیجے گئے۔ غرض آقائے نامدار ﷺ صرف توحید کی تبلیغ کرتے رہے۔ کسی کا مال نہیں چھینا، کسی کی عزت پر حملہ نہیں کیا لا اِلٰہ الا اللہ کی دعوت دی۔ ۲۳ سال ہر طرح سمجھایا، اصلاح کی، آخری حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ ﷺ نے تقریباً ایک لاکھ ۲۵ ہزار صحابہ کرامؓ کے مجمع میں اونٹ پر بیٹھ کر ایک عظیم الشان خطبہ دیا جو بہت طویل تھا، گویا ۲۳ برس کی تعلیم کا خلاصہ پیش کر دیا۔ پھر تین مرتبہ فرمایا: الا ھلْ بلّغتُ؟ کیا میں نے اللہ کے احکام پہنچا دیئے؟ سب نے ایک زبان ہو کر تین مرتبہ کہا۔ قَدْ بلّغتنا وَ نصحتنا۔ بے شک آپؐ نے اللہ کے احکام کی تبلیغ کی۔ اس پر تین مرتبہ آپؐ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ. اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تبلیغ کر دی بھائیو! آپ کی یہ مجلس تبلیغ کی ہے۔ یہ تبلیغ اصل میں وظیفہ آقائے نامدار ﷺ کا ہے۔ وہ کام جو تم کر رہے ہو معمولی نہیں۔ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا نے تم کو کیسی خدمت سپرد کی ہے۔ حقیقت میں کام لینے والا اللہ ہے اگر وہ نہ چاہے تو تم کیا کرو گے؟ وَمَا تَشَاؤُنَ اِلاَّ اَنْ

Scanned by CamScanner

یشاء اللّٰہ رب العالمین. ارشاد ہے: یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا عَلَیّ اسلامکم ۚ بل اللّٰہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صادقین۝ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمارے دلوں میں اس چیز کو ڈالا ہے۔ اسی ہندوستان میں ہمارے باپ دادا اور بہت سے لوگ گزر گئے جو آپس میں لڑتے رہے اور دنیا کے پیچھے پڑے رہے لیکن ان کو کبھی تبلیغ کا خیال نہیں آیا خدا تعالیٰ نے ہمارے زمانے کے علماء اور اہل خیر کو اس کی توفیق دی۔ تم بہت سے بندگان خدا کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر رہے ہو۔ جو کلمہ اور نماز نہیں جانتے تھے کیا وہ مستحق دوزخ نہ تھے؟ تم ان کو سمجھا کر اللہ کے راستہ پر چلاتے ہو تو کیا دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل نہیں کر رہے ہو؟ اللہ جس کو چاہتا ہے اٹھاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گراتا ہے۔

منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں اس کی توفیق دی۔ یہ بات ضرور ہے کہ بہت سے لوگ تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ تم کیا ہو؟ لوگوں نے آنحضرتؐ کی بات نہ مانی اور آپ کے ساتھ کیا کیا نہیں کیا؟ تم گھبراؤ نہیں، پریشان نہ ہو۔ اگر بے وقوف اور جاہل برا بھلا کہیں طعنہ دیں تو سن لو۔ یہ تو سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سنت ہے انبیائے سابقینؑ کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لقد اوذیت فی اللّٰہ اگر تمہیں

کامیابی نہ ہوئی اور کوئی بھی سیدھا نہیں ہوا تو اس کے باوجود تمہارا درجہ بڑا ہے اور تمہیں پورا اجر ملے گا۔ تم اطمنان رکھو۔ تمہارا کام اللہ کے دربار میں مقبول ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ، حضرت علیؓ کو خیبر فتح کرنے کے واسطے بھیجتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا جاتے ہی قتال شروع کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہاں جاکر ٹھہرو اور لوگوں کو لا اِلٰہ اِلا اللہ کی طرف بلاؤ۔ اگر نہ مانیں تو دوسرا معاملہ کرنا، اس لئے کہ لان یھدی اللہ بك رجلاً خیرٌ لك من الدنیا و ما فیھا. ایک آدمی کو بھی تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہدایت کر دے تو وہ تمہارے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

بھائیو! تم نے جو قدم اٹھایا ہے وہ مبارک ہے۔ اللہ پاک تمہاری جد وجہد سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور تم سے اسلام کی خدمت لے۔ تم ہرگز تنگ دل مت ہو تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی۔ جیسے کہ حضور ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو اٹھانی پڑیں۔ کیا تم کو خبر ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ عرب سے کیوں نکلے؟ وہ عراق پہنچے، شام، ایران، افغانستان، سندھ، یوپی، بہار، اور جنوب میں دکن تک پہنچے۔ یہاں تک کیوں پہنچے؟ ان کا مقصد کیا تھا؟ کیا ملک فتح کرنا تھا؟ دولت لوٹنی تھی؟ ہرگز نہیں۔ ان کا اصل مقصد صرف لا الٰہ الا اللہ کی دعوت دینا تھا۔ دنیا کو سچے دین پر لانا تھا۔ اللہ کے بچھڑے ہوئے بندوں کو اللہ سے ملانا تھا اور دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرنا تھا۔ بعد والوں نے بیوقوفی کی کہ دنیا کے

Scanned by CamScanner

پیچھے پڑ گئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہند میں باہر سے آنے والے مسلمانوں کی تعداد صرف چار یا پانچ لاکھ تھی۔ مگر تقسیم ہند کے وقت دس کروڑ پچیس لاکھ مسلمان تھے۔ ہمارے بزرگ اسلاف نے اور اولیاء کرام نے تبلیغ دین کے لئے بہت ہی کوششیں کیں۔ ایک انگریز اسمتھ لکھتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر نوے لاکھ مسلمان ہوئے۔ ان کے پاس کیا تھا؟ کوئی فوج تھی؟ فقط اللہ کی معرفت کا خزانہ تھا۔ ہر جگہ اللہ کے سچے بندے گزرے ہیں جنھوں نے دین کی تبلیغ کی میں نے تاریخ ترکی میں دیکھا کہ ترک قوم کے تین لاکھ خاندان ایک دن میں مسلمان ہوئے۔ اللہ کا کرم کہ تبلیغ کی کوشش وہ پھل لائی کہ ایک زمانے میں بعض حکام کو یہ تدبیر کرنی پڑی کہ وہ اپنی رعایا کو مسلمان ہونے سے روکیں۔ ۱۰۰ھ میں خلافتِ عمر ابن عبدالعزیز کے زمانے میں خراسان کے حاکم کو یہ خطرہ ہوا کہ جزیہ بند ہونے سے خزانہ خالی ہو جائے گا اس لئے اعلان کرنا پڑا کہ کسی کا اسلام اس وقت قبول نہ کیا جائے گا جب تک کہ وہ ختنہ نہ کرلے۔ بوڑھوں کے لئے تکلیف دہ بات تھی۔ اس حکم کے جاری ہونے سے اسلام کی ترقی رک گئی اب خلیفہ کو اطلاع ملی کہ والئ خراسان نے اسلام پر پابندی لگادی ہے تو آپ نے اس کو معذول کر کے دوسرے کو مقرر کر دیا اور فرمایا: کیا حضور ﷺ اس لئے آئے تھے کہ اس پر اسلام کو موقوف رکھا جائے؟ میرے بھائیو! ہمارے اسلاف کی کوششوں سے اہل اللہ علماء کرام اور عام مسلمانوں کی کوششوں سے دس

Scanned by CamScanner

کروڑ پچیس لاکھ مسلمان ہو گئے اگر غلط کاری نہ ہوئی ہوتی تو یقیناً ہندوستان کا اکثر حصہ مسلمان ہو جاتا۔ میرے بزرگو! اللہ نے آپ کے دلوں میں تبلیغ کی محبت ڈالی۔ یہ مبارک کام ہے اور آپ مبارک بادی کے مستحق ہیں اللہ آپ کو اس سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا کرے۔ اپنی بھی اصلاح کرو اور اپنے بھائیوں کی بھی۔ اللہ آپ کو مزید ہمت عطا فرمائے۔

بھائیو! تنگ دل نہ ہوں۔ اللہ کے رحمت کے امیدوار رہو۔ سب کو اللہ کی رضا و خوشنودی اور حضرت محمد ﷺ کی سنت کی طرف بلاؤ۔ خود بھی عمل کرو۔ رسول اللہ ﷺ کی صورت بناؤ۔ سیرت اختیار کرو۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Scanned by CamScanner

تقــــــریــــــر

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ

مسلمانوں کو امت بننے کی دعوت

حضرت جی یوسف صاحبؒ نے اپنے وصال سے تین دن قبل یعنی ٢٦ / ذی قعدہ مطابق ٣٠ / مارچ ١٩٦٥ء منگل کے دن بعد نمازِ فجر رائیونڈ (ضلع لاہور، پاکستان) میں ایک اہم تقریر فرمائی تھی (یہ آپکی زندگی کی آخری تقریر تھی) بندے نے یہ تقریر الفرقان کی خصوصی اشاعت سے لی ہے۔

Scanned by CamScanner

حضرت مولانا مرحوم نے حمد وصلوٰۃ کے بعد خلاف عادت تقریر اس طرح شروع فرمائی: دیکھو میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ساری رات مجھے نیند نہیں آئی۔ اس کے باوجود ضروری سمجھ کے بول رہا ہوں۔ جو سمجھ کے عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے چمکائے گا ورنہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے گا۔ اس کے بعد فرمایا:

یہ امت بڑی مشقت سے بنی ہے اسکو امت بنانے میں حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں اور ان کے دشمنوں، یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اس کی کوششیں کی ہیں کہ مسلمان ایک امت نہ رہیں بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوں، اب مسلمان اپنا امت پنا (یعنی امت ہونے کی صفت) کھو چکے ہیں، جب تک یہ امت بنے ہوئے تھے چند لاکھ ساری دنیا پر بھاری تھے، ایک پکا مکان نہیں تھا، مسجد تک پکی نہیں تھی۔ مسجد میں چراغ تک نہیں جلتا تھا، مسجد نبوی میں ہجرت کے نویں سال چراغ جلا ہے۔ سب سے پہلا چراغ جلانے والے تمیم داریؓ ہیں وہ ۹؁ھ میں اسلام لائے ہیں۔ اور ۹؁ھ تک قریب قریب سارا عرب اسلام میں داخل ہو چکا تھا، مختلف قومیں، مختلف زبانیں، مختلف قبیلے ایک امت بن چکے تھے تو جیسا یہ سب کچھ ہو گیا۔ اس وقت مسجد نبوی میں چراغ جلا، لیکن حضورؐ جو نور ہدایت لے کر تشریف لائے تھے وہ پورے عرب میں بلکہ اس کے باہر بھی پھیل چکا تھا اور امت بن چکی تھی۔ پھر یہ امت دنیا میں اٹھی جدھر کو نکلی ملک

Scanned by CamScanner

کے ملک پیروں میں گرے۔ یہ امت اس طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان، اپنی برادری، اپنی پارٹی۔ اپنی قوم، اپنے وطن، اپنی زبان کا حامی نہ تھا، مال و جائداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا تھا کہ اللہ و رسول کیا فرماتے ہیں؟ امت جب ہی بنتی ہے جب اللہ و رسول کے حکم کے مقابلہ میں سارے رشتے اور سارے تعلقات کٹ جائیں۔ جب مسلمان ایک امت تھے تو ایک مسلمان کے کہیں قتل ہو جانے سے ساری امت ہل جاتی تھی۔ اب ہزاروں لاکھوں کے گلے کٹتے ہیں اور کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔ سلسلۂ بیان جاری رکھتے ہوئے آگے آپ نے فرمایا:

امت کسی ایک قوم اور ایک علاقہ کے رہنے والوں کا نام نہیں ہے۔ بلکہ سیکڑوں ہزاروں قوموں اور علاقوں سے جڑ کر امت بنتی ہے جو کوئی کسی ایک قوم یا ایک علاقہ کو اپنا سمجھتا ہے اور دوسروں کو غیر سمجھتا ہے وہ امت کو ذبح کرتا ہے اور اس کے ٹکڑے کرتا ہے اور حضور کی اور صحابہؓ کی محنتوں پر پانی پھیرتا ہے۔ امت کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پہلے خود ہم نے ذبح کیا ہے، یہود و نصاریٰ نے تو اس کے بعد کٹی کٹائی امت کو کاٹا ہے۔ اگر مسلمان اب پھر امت بن جائیں تو دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی ان کا بال بیکا نہیں کر سکیں گی۔ ایٹم بم اور راکٹ ان کو ختم نہیں کر سکیں گے لیکن اگر وہ قومی اور علاقائی عصبیتوں کی وجہ سے باہم امت کے ٹکڑے کرتے رہے تو خدا کی قسم تمہارے ہتھیار اور تمہاری فوجیں تم کو نہیں بچا

Scanned by CamScanner

سکیں گی۔ سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے آگے آپ نے فرمایا:

مسلمان ساری دنیا میں اس لئے پٹ رہا اور مر رہا ہے کہ اس نے امت پنے کو ختم کر کے حضورؐ کی قربانی پر پانی پھیر دیا ہے۔ میں یہ دل کے غم کی باتیں کہہ رہا ہوں، ساری تباہی اس وجہ سے ہے کہ امت نہ رہی بلکہ یہ بھی بھول گئے کہ امت کیا ہے؟ اور حضورؐ نے کس طرح امت بنائی تھی۔

امت ہونے کے لئے اور مسلمانوں کے ساتھ خدائی مدد ہونے کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ مسلمانوں میں نماز ہو، ذکر ہو، مدرسہ ہو، مدرسہ کی تعلیم ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل ابن ملجم ایسا نمازی اور ایسا ذاکر تھا کہ جب اسکو قتل کرتے وقت غصہ میں بھرے لوگوں نے ان کی زبان کاٹنی چاہی تو اس نے کہا سب کچھ کر لو لیکن میری زبان مت کاٹو تاکہ زندگی کے آخری سانس تک میں اس سے اللہ کا ذکر کرتا رہوں۔ اس کے باوجود حضورؐ نے فرمایا ہے کہ علی کا قاتل میری امت کا سب سے زیادہ شقی اور بد بخت ترین آدمی ہوگا، اور مدرسہ کی تعلیم تو ابوالفضل اور فیضی نے بھی حاصل کی تھی اور ایسی حاصل کی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر بے نقط لکھ دی، حالانکہ انھوں نے ہی اکبر کو گمراہ کر کے دین کو برباد کیا تھا۔ تو جو باتیں ابن ملجم اور ابوالفضل فیضی میں تھیں وہ امت بننے کے لئے اور خدا کی غیبی نصرت کے لئے کیسے کافی ہو سکتی ہیں؟ سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے آگے حضرت مولانا نے فرمایا:

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے

ساتھی دینداری کے لحاظ سے بہترین مجموعہ تھے، وہ جب سرحدی علاقے میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا بڑا بنالیا تو شیطان نے وہاں کے کچھ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ یہ دوسرے علاقے کے لوگ ان کی بات یہاں کیوں چلے؟ انھوں نے ان کے خلاف بغاوت کرائی، ان کے کتنے ہی ساتھی شہید کردیے گئے اور اس طرح خود مسلمانوں نے علاقائی بنیاد پر امت بننے کو توڑ دیا۔ اللہ نے اس کی سزا میں انگریزوں کو مسلط کیا یہ خدا کا عذاب تھا۔

یاد رکھو میری قوم اور میرا علاقہ اور میری برادری یہ سب امت کو توڑنے والی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں اتنی ناپسند ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ جیسے بڑے صحابی سے اس بارے میں جو غلطی ہوئی (جو اگر دب نہ گئی ہوتی تو اس کے نتیجہ میں انصار اور مہاجرین میں تفریق ہو جاتی) اس کا نتیجہ حضرت سعد کو دنیا ہی میں بھگتنا پڑا۔ روایات میں یہ ہے کہ ان کو جنات نے قتل کر دیا اور مدینہ میں یہ آواز سنائی دی اور بولنے والا کوئی نظر نہ آیا۔

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ،

رمیناہ بسھم فلم یخط فوادہ،

اس واقعہ نے مثال قائم کر دی اور سبق دیا کہ اچھے سے اچھا آدمی بھی اگر قومیت یا علاقہ کی بنیاد پر امت بننے کو توڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو توڑ کے رکھ دے گا۔

امت جب بنے گی جب امت کے سب طبقے بلا تفریق اس کام میں

لگ جائیں جو حضور ﷺ دے گئے ہیں اور یا در کھو امت پنے کو توڑنے والی
چیزیں معاملات اور معاشرت کی خرابیاں ہیں ایک فرد یا طبقہ جب
دوسرے کے ساتھ نا انصافی اور ظلم کرتا ہے اور اس کا پورا حق اس کو
نہیں دیتا یا اس کو تکلیف پہنچاتا ہے یا اس کی تحقیر اور بے عزتی کرتا ہے تو
تفریق پیدا ہوتی ہے اور امت پنا ٹوٹتا ہے، اس لئے میں کہتا ہوں کہ صرف
کلمہ اور تسبیح سے امت نہیں بنے گی، امت معاملات اور معاشرت کی اصلاح
سے اور سب کا حق ادا کرنے اور سب کا اکرام کرنے سے بنے گی بلکہ جب
بنے گی جب دوسروں کے لئے اپنا حق اور اپنا مفاد قربان کیا جائے گا،
حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے
اور اپنے پر تکلیفیں جھیل کے اس امت کو امت بنایا تھا، حضرت عمرؓ کے
زمانے میں ایک دن لاکھوں کروروں روپئے آئے ان کی تقسیم کا مشورہ
ہوا، اس وقت امت بنی ہوئی تھی۔ یہ مشورہ کرنے والے کسی ایک ہی
قبیلہ یا ایک ہی طبقہ کے نہ تھے، بلکہ مختلف طبقوں اور قبیلوں کے وہ لوگ
تھے جو حضور ﷺ کی صحبت کے اعتبار سے بڑے اور خواص سمجھے جاتے
تھے، انھوں نے مشورہ سے باہم طے کیا کہ تقسیم اس طرح پر ہو کہ سب
سے زیادہ حضور ﷺ کے قبیلہ والوں کو دیا جائے۔ اس کے بعد حضرت
ابو بکرؓ کے قبیلہ والوں کو، پھر حضرت عمرؓ کے قبیلہ والوں کو دیا جائے۔ اس
طرح حضرت عمرؓ کے اقارب تیسرے نمبر پر آئے۔ جب یہ بات
حضرت عمرؓ کے سامنے رکھی گئی تو آپ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور

Scanned by CamScanner

فرمایا کہ اس امت کو جو کچھ ملا ہے اور مل رہا ہے حضور ﷺ کی وجہ سے اور آپ کے صدقے میں مل رہا ہے اس لئے بس حضور ﷺ ہی کے تعلق کو معیار بنایا جائے جو نسب میں آپ سے زیادہ قریب ہوں ان کو زیادہ دیا جائے جو دوم و سوم چہارم نمبر پر ہوں ان کو اسی نمبر پر رکھا جائے اس طرح سب سے زیادہ بنی ہاشم کو دیا جائے اس کے بعد بنی عبد مناف کو، پھر قصی کی اولاد کو، پھر کلاب کی پھر کعب کو پھر مرہ کی اولاد کو، اس حساب سے حضرت عمرؓ کا قبیلہ بہت پیچھے پڑ جاتا تھا اور اس کا حصہ بہت کم ہو جاتا تھا مگر حضرت عمرؓ نے یہی فیصلہ کیا اور مال کی تقسیم میں اپنے قبیلہ کو اتنے پیچھے ڈال دیا اس طرح بنی تھی یہ امت۔

اسی سلسلہ میں آگے فرمایا:

امت بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب کی یہ کوشش ہو کہ آپس میں جوڑ ہو پھوٹ نہ پڑے۔ حضور ﷺ کی ایک حدیث کا مضمون ہے کہ قیامت میں ایک آدمی لایا جائے گا جس نے دنیا میں نماز، روزہ، حج، تبلیغ، سب کچھ کیا ہو گا۔ مگر وہ عذاب میں ڈالا جائے گا، کیوں کہ اس کی کسی بات نے امت میں تفریق ڈالی ہو گی اس سے کہا جائے گا پہلے اپنے اس ایک لفظ کی سزا بھگت لے جس کی وجہ سے امت کو نقصان پہنچا اور ایک دوسرا آدمی ہو گا جس کے پاس نماز، روزہ حج، وغیرہ کی بہت کمی ہو گی اور خدا کے عذاب سے بہت ڈرتا ہو گا مگر اس کو بہت ثواب سے نوازا جائے گا وہ خود پوچھے گا کہ یہ کرم میرے کس عمل کی وجہ سے ہے اس کو بتایا

جائے گا کہ تو نے فلاں موقع پر ایک بات کہی تھی جس سے امت میں پیدا ہونے والا فساد رک گیا اور بجائے توڑ کے جوڑ پیدا ہو گیا یہ سب تیرے اس لفظ کا صلہ اور ثواب ہے۔ امت کے بنانے اور بگاڑنے میں جوڑنے اور توڑنے میں سب سے زیادہ دخل زبان کا ہوتا ہے یہ زبان دلوں کو جوڑتی بھی ہے اور پھاڑتی بھی ہے زبان سے ایک بات غلط اور فساد کی نکل جاتی ہے اور اس پر لاٹھی چل جاتی ہے اور پورا فساد کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک ہی بات جوڑ پیدا کر دیتی ہے اور پھٹے ہوئے دلوں کو ملا دیتی ہے، اس لئے سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ زبانوں پر قابو ہو اور یہ جب ہو سکتا ہے، جب بندہ ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ خدا ہر وقت ہر جگہ اس کے ساتھ ہے، اور اس کی ہر بات کو سن رہا ہے، اسی سلسلہ میں آگے فرمایا:

مدینہ میں انصار کے دو قبیلے تھے اوس اور خزرج ان میں پشتوں سے عداوت اور لڑائی چلی آرہی تھی، حضور ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے اور انصار کو اسلام کی توفیق ملی تو حضور ﷺ کی اور اسلام کی برکت سے ان کی پشتوں کی لڑائیاں ختم ہو گئیں اور اوس و خزرج شیر و شکر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر یہودیوں نے اسکیم بنائی کہ کسی طرح ان کو پھر سے لڑایا جائے۔ ایک مجلس میں جس میں دونوں قبیلوں کے آدمی موجود تھے، ایک سازشی آدمی نے ان کی پرانی لڑائیوں سے متعلق کچھ شعر پڑھ کے اشتعال پیدا کر دیا۔ پہلے تو زبانیں ایک دوسرے کے خلاف چلیں، پھر دونوں طرف سے ہتھیار نکل آئے۔ حضور ﷺ سے کسی نے جا کر کہا،

Scanned by CamScanner

آپ فوراً تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے تم آپس میں خون خرابہ کروگے، آپ نے بہت مختصر مگر درد سے بھرا ہوا خطبہ دیا۔ دونوں فریقوں نے محسوس کر لیا کہ ہمیں شیطان نے ورغلایا، دونوں روئے اور گلے ملے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ **یا ایها الذین آمنوا اتقو الله حق تقاته ولا تموتن الا و انتم مسلمون.**

اے مسلمانوں خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیئے اور مرتے دم تک پورے پورے مسلم اور خدا کے فرماں بردار بندے بنے رہو۔ جب آدمی ہر وقت خدا کا خیال رکھے گا اس کے قہر و عذاب سے ڈرتا رہے گا اور ہر دم اس کی تابعداری کرے گا تو شیطان بھی اسے نہیں بہکا سکے گا۔ اور امت پھوٹ سے اور ساری خرابیوں سے محفوظ رہے گی: آگے فرمایا

واعتصموا بحبل الله جميعاً و لا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداءً فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخواناً و كنتم على شفا حفرةٍ من النار فانقذكم منها.

اور اللہ کی رسی کو یعنی اس کی کتاب پاک اور اس کے دین کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رہو یعنی پوری جماعیت کے ساتھ اور امت بنے کی صفت کے ساتھ سب مل جل کر دین کی رسی کو تھامے رہو اور قوم کی بنیاد پر یا علاقے کی بنیاد پر یا زبان کی بنیاد پر۔ یا کسی اور بنیاد پر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو اور اللہ کے احسان کو نہ بھولو کہ اس نے تمہارے دلوں کی وہ عداوت اور دشمنی ختم کر کے جو پشتوں سے تم میں چلی آرہی تھی تمہارے

دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تمہیں باہم بھائی بھائی بنادیا اور تم آپس میں لڑتے وقت دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے، پس گرنے ہی والے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو تھام لیا اور دوزخ سے بچالیا۔

اس کے آگے فرمایا کہ:

شیطان تمہارے ساتھ ہے اس کا علاج یہ ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جس کا موضوع ہی بھلائی کی اور نیکی کی طرف بلانا اور ہر برائی اور فساد سے روکنا ہو **و لتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر ط و اولئک ھم المفلحون.** امت میں ایک گروہ وہ ہو جس کا کام اور موضوع ہی یہ ہو کہ وہ دین کی طرف اور ہر قسم کے خیر کی طرف بلائے۔ ایمان کے لئے اور خیر اور نیکی کے راستہ پر چلنے کے لئے محنت کرتا رہے، نمازوں پر محنت کرے، ذکر پر محنت کرے، حضورؐ کے لائے ہوئے علم پر محنت کرے۔ برائیوں اور معصیوں سے بچانے کے لئے محنت کرے اور ان محنتوں کی وجہ سے امت ایک امت بنی رہے۔ آگے فرمایا:

ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاء تھم البینٰتُ و اولئک لھم عذاب عظیم. جو لوگ ان ہدایتوں کے بعد بھی شیطان کی پیروی کر کے اور الگ الگ راہوں پر چل کے اختلاف پیدا کریں گے اور امت کے امت پنے کو توڑیں گے تو ان پر خدا کی سخت مار پڑے گی، "**اولئک لھم عذاب عظیم**" دین کی ساری تعلیم اور ساری

Scanned by CamScanner

چیزیں جوڑنے والی اور جوڑنے کے لئے ہیں۔ نماز میں جوڑ ہے، روزہ میں جوڑ ہے، حج میں قوموں اور ملکوں اور مختلف زبان والوں کا جوڑ ہے، تعلیم کے حلقے جوڑنے والے ہیں، مسلمانوں کا اکرام اور باہم محبت اور تحفہ تحائف کا لین دین یہ سب جوڑنے والی اور جنت میں لے جانے والی چیزیں ہیں اور قیامت میں ان اعمال کے لئے محنتیں کرنے والوں کے چہرے نورانی ہوں گے اور ان کے برخلاف باہم بغض و حسد، غیبت چغل خوری، توہین و تحقیر اور دل آزاری یہ سب پھوٹ ڈالنے والے اور توڑنے والے اور دوزخ میں لے جانے والے اعمال ہیں اور ان اعمال والے آخرت میں روسیاہ ہوں گے۔ یوم تبیض وجوہٌ و تسود وجوہ فامّا الذین اسودت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون ۝ و امّا الذین ابیضت وجوھھم ففی رحمۃِ اللہ ھم فیھا خٰلدون ۝ جنھوں نے پھوٹ ڈال کے اور پھوٹ والے اعمال کر کے امت کو توڑا ہوگا، وہ قیامت کے دن قبروں سے کالے منہ اٹھیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم ایمان اور اسلام کے بعد کفر والوں کا طریقہ اختیار کیا، اب تم یہاں دوزخ کا عذاب چکھو اور جو ٹھیک راستہ پر چلتے رہے ہوں گے، ان کے چہرے نورانی اور چمکتے ہوئے ہوں گے اور وہ ہمیشہ اللہ کی رحمت میں اور جنت میں رہیں گے۔

میرے بھائیو، دوستو! یہ سب آیتیں اس وقت اتری تھیں۔ جب یہود نے انصار میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی اور ان کے دو قبیلوں

ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیا تھا۔ ان آیتوں میں مسلمانوں کی باہمی پھوٹ اور لڑائی کو کفر کی بات کہا گیا ہے اور آخرت کے عذاب سے ڈرلیا گیا ہے۔ آج ساری دنیا میں امت پنا توڑنے کی محنت چل رہی ہے اس کا علاج اور توڑ یہی ہے کہ تم اپنے کو حضور ﷺ والی محنت میں لگادو، مسلمانوں کو مسجدوں میں لاؤ، وہاں ایمان کی باتیں ہوں، تعلیم اور ذکر کے حلقے ہوں، دین کی محنت کے مشورے ہوں اور مختلف طبقوں کے اور مختلف برادریوں کے اور مختلف زبانوں والے لوگ مسجد نبوی کے طریقہ پر ان کاموں میں جڑیں، جب امت پنا آئے گا، ان باتوں سے بچیں جن سے شیطان کو پھوٹ ڈالنے کا موقع ملے۔ جب تین بیٹھیں تو اس کا خیال رکھیں کہ چوتھا ہمارے ساتھ اللہ ہے، چار، پانچ بیٹھیں تو ہمیشہ یاد رکھیں کہ پانچواں یا چھٹواں اللہ ہمارے ساتھ ہی موجود ہے، اور وہ ہماری ہر بات سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ ہم امت بنانے کی بات کر رہے ہیں یا امت پنا توڑنے کی، ہم کسی کی غیبت اور چغل خوری تو نہیں کر رہے، کسی کے خلاف سازش تو نہیں کر رہے۔ یہ امت حضورؐ کے خون اور فاقوں سے بنی تھی، اب ہم اپنی معمولی معمولی باتوں پر امت کو توڑ رہے ہیں، یاد رکھو نماز جمعہ چھوڑنے پر بھی اتنی پکڑ نہیں ہوگی جتنی امت کے توڑنے پر ہوگی، اگر مسلمان میں امت پنا آجائے تو وہ دنیا میں ہرگز ذلیل نہ ہوں گے، روس اور امریکہ کی طاقتیں بھی ان کے سامنے جھکیں گی، اور امت پنا جب آئے گا جب **اذلة علی المومنین** پر مسلمانوں کا عمل ہو، یعنی ہر

Scanned by CamScanner

مسلمان دوسرے مسلمان کے مقابلہ میں چھوٹا بننے اور ذلت و تواضع اختیار کرنے کو اپنائے تبلیغ میں اُسی کی مشق کرنی ہے، جب مسلمانوں میں اذلة علی المومنین والی صفت آجائے گی تو وہ دنیا میں اعزة علی الکٰفرین، یعنی کافروں کے مقابلہ میں زبردست اور غالب ضرور ہوں گے چاہے وہ کافر یورپ کے ہوں یا ایشیاء کے میرے بھائیو دوستو! اللہ اور رسول نے ان باتوں سے شدت اور سختی سے منع فرمایا ہے، جن سے دلوں میں فرق پڑے اور پھوٹ کا خطرہ بھی ہو، دو دو چار چار الگ کانا پوسی کریں اس سے شیطان دلوں میں بدگمانی پیدا کر سکتا ہے اس سے منع فرمایا گیا اور اسی کو شیطانی کام بتایا گیا، انما النجوىٰ من الشیطان لیحزن الذین آمنوا و لیس بضارّھم شیئاً اِلا باذن الله، اسی طرح تحقیر اور استہزا اور تمسخر سے منع فرمایا گیا، لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم اس سے بھی منع فرمایا گیا کہ دوسرے کی کوئی برائی جو معلوم نہ ہو اس کو تجسس کر کے معلوم کیا جائے اور جو برائی کسی کو معلوم ہوگئی ہو اس کو دوسروں کے سامنے ذکر کرنے سے منع فرمایا گیا، اور غیبت کو حرام کیا گیا، غیبت اس کا نام ہے کہ جو واقعی برائی کسی کی معلوم ہو اس کا ذکر کسی سے کیا جائے، ولا تجسسوا و لا یغتب بعضکم بعضاً، یہ تحقیر اور تمسخر اور تجسس اور غیبت سب وہ چیزیں ہیں جو آپس میں تفرقہ پیدا کر کے امت اپنے کو توڑتی ہیں، ان سب کو حرام قرار دیا گیا۔ اور ایک دوسرے کا اکرام و احترام کرنا جس سے امت جڑتی بنتی ہے اس کی تاکید

Scanned by CamScanner

فرمائی گئی اور دوسروں سے اپنا اکرام چاہنے سے منع کیا گیا، کیونکہ اس سے امت بنتی نہیں بگڑتی ہے امت تب بنے گی جب ہر آدمی یہ طے کرے کہ میں عزت کے قابل نہیں ہوں اس لئے مجھے عزت لینی نہیں، بلکہ دوسروں کی عزت کرنی ہے اور دوسرے سب لوگ اس قابل ہیں کہ میں ان کی عزت کروں، ان کا اکرام کروں۔

اپنے نفسوں اور ذاتوں کو قربان کیا جائے گا تو امت بنے گی اور امت بنے گی تو عزت ملے گی عزت اور ذلت روس اور امریکہ تک کے نقشوں میں نہیں ہے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کے ہاں اصول اور ضابطہ ہے، جو شخص یا قوم، خاندان، طبقہ چمکانے والے اصول اور اعمال لاوے گا اس کو چمکا دیں گے جو مٹنے والے کام کرے گا اس کو مٹا دیں گے۔ یہود نبیوں کی اولاد ہیں اصول توڑے تو اللہ نے ٹھوکر مار کے ان کو توڑ دیا۔ صحابہ کرامؓ بت پرستوں کی اولاد تھے، انھوں نے چمکانے والے اصول اختیار کئے تو اللہ نے ان کو چمکا دیا، اللہ کی رشتہ داری کسی سے نہیں ہے اس کے ہاں اصول اور ضابطہ ہے۔

دوستو! اپنے کو اس محنت پر جھونک دو کہ حضورؐ کی امت میں امت پنا آجائے، اس میں ایمان ویقین آجائے، یہ ذکر و تسبیح اور تعلیم والی، خدا کے سامنے جھکنے والی۔ خدمت کرنے والی برداشت کرنے والی، دوسروں کا اعزاز واکرام کرنے والی امت بن جائے، نجویٰ نہ کرنے والی، نافرمانی نہ کرنے والی، اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کی تحقیر و تمسخر اور

Scanned by CamScanner

تجسس و غیبت نہ کرنے والی امت بن جائے۔ اگر کسی ایک علاقہ میں بھی یہ محنت اس طرح ہونے لگے جس طرح ہونی چاہیے تو ساری دنیا میں بات چل پڑے، اب اس کا اہتمام کرو کہ مختلف قوموں، علاقوں اور طبقوں اور مختلف زبان والوں کو جوڑ جوڑ کر جماعتوں میں بھیجو اور اصول کی پابندی کراؤ پھر انشاء اللہ امت بننے والا کام ہوگا اور شیطان اور نفس، خدا نے چاہا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے اس کے بعد حضرت مولانا نے دیہات میں محنت کرنے اور فضا بنانے پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا۔ اور حسب معمول دعا پر تقریر ختم ہوئی۔

Scanned by CamScanner

حکیم الاسلام

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

کی

وہ تقریر

جسے آپ نے لندن کے اجتماع منعقدہ ۱۹۷۳ء میں کی تھی

الحمد للّٰہ نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به و نتوكل عليه و نعوذ باالله من شرورِ انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده اللّٰه فلا مضل له و من يضلله فلا هادی له و نشهد ان لا اِله الا اللّٰه وحده لاشريك له و نشهد ان سيدنا و مولانا محمدًا عبده و رسوله ارسله اللّٰه الى كافة و داعيا الى اللّٰه باذنه وسراجا منيرا و صلى اللّٰه تعالٰى عليه و آله واصحابه و بارك و سلم تسليماً كثيراً كثيرًا. اما بعد فقد قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لا یبقٰی علی ظهر الارض بیت مدر و لا غبر الا ادخله اللّٰه کلمة الاسلام بعز عزیز او ذل ذلیل قالَ فیکون

الدین کلہٗ للّٰہ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔

بزرگان محترم! میری اس وقت کی حاضری کا مقصد صرف جماعت میں حاضر ہونا اور شرکت کی سعادت اور برکت حاصل کرنا ہے، یہ حضرات دین کے پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں ان کے پاس آنا، ان کے پاس بیٹھنا، ان کی مجلسوں میں شریک ہونا یہ خود ایک مستقل عبادت اور طاعت ہے، میری اپنی غرض صرف یہ تھی کہ تبلیغی جماعت کا یہ اجتماع ہے اس میں حاضری ہو جائے، شرکت ہو جائے۔ ایک برکت حاصل ہو جائے گی۔ تقریر وغیرہ کرنا مقصود بھی نہیں تھا، اور یہ علم میں بھی نہیں تھا کہ مجھے تقریر کرنی پڑے گی مگر چونکہ اعلان فرمادیا گیا ہے اس واسطے اس اعلان کے احترام میں بہرحال چند جملے گزارش کرنے ناگزیر ہو گئے ہیں جو اس تبلیغی سلسلہ سے متعلق ہوں گے۔ اس لئے میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی تلاوت کی ہے۔

ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ روئے زمین پر کوئی کچا اور پکا گھرانا، کوئی اینٹ، پتھر کا یا کھپریل کا گھر ایسا باقی نہ رہے گا کہ جس کے اندر کلمۂ اسلام نہیں پہنچ جائے گا، اس کے بعد ابو ہریرہؓ جو راوی ہیں اس حدیث کے ان کا مقولہ ہے یا خود حضور ﷺ کا مقولہ ہے جیسا کہ محدثین کے تردد سے ظاہر ہے کہ فیکون الدین کلّہ للّٰہ یعنی جب یہ بات ہو گی کہ گھر گھر میں اسلام کا کلمہ پہنچ جائے گا تو پھر سارے عالم میں دین ایک ہی ہو جائے گا اور ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو جائے گا۔ یہ ترجمہ ہے

حدیث کا جس میں خبر دی گئی ہے بلکہ بشارت سنائی گئی ہے کہ اسلام کا کلمہ ایک ایک گھر میں پہنچ جائے گا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ قرآن یا حدیث میں جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے اس کا مقصد محض کوئی قصہ سنا دینا نہیں ہوتا بلکہ اس سے عبرت دلانا اور ہدایت دینا مقصود ہوتا ہے۔ کیونکہ محض واقعات بیان کر دینا تاریخ کا موضوع ہے، قرآن کریم کوئی تاریخ کی کتاب نہیں ہے ہدایت کی کتاب ہے۔ اس لئے اس میں جو بھی تاریخ کے جملے آئے ہیں ان کا مقصد کوئی نہ کوئی عبرت کوئی نہ کوئی حکم ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ مسلسل تاریخ کے انداز کے نہیں بلکہ مختلف مواقع پر ایک ہی واقعہ کے مختلف ٹکڑے ذکر کئے گئے ہیں، نیز ان میں کوئی خاص ترتیب بھی ملحوظ نہیں ہے تو واقعات کا کہیں ایک ٹکڑا ذکر کیا گیا ہے۔ کہیں دو ٹکڑے۔ نیز کہیں پہلے، کہیں پیچھے۔ کہیں بیچ میں، کہیں واقعہ کے بعد کا حصہ پہلے ذکر کیا گیا ہے اور آخر کا بیچ میں اور درمیان کا حصہ آخر میں، جس سے مقصد یہ ہے ہی نہیں کہ تاریخی طور پر تسلسل کے ساتھ واقعات بیان کئے جائیں بلکہ مقصد حکمت اور ہدایت ہے۔ اس سے متعلق جو ٹکڑا جس مقصد ہدایت سے متعلق ہوتا ہے وہ ہی ذکر کر دیا جاتا ہے خواہ ابتدائی ہو یا انتہائی۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعات جگہ جگہ قرآن میں مذکور ہوئے ہیں لیکن کہیں ایک ٹکڑا، کہیں دو ٹکڑے۔ کہیں پہلا حصہ، کہیں پچھلا حصہ۔ جس سے صاف واضح ہے کہ تسلسل کے ساتھ داستان سنانا یا بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ تاریخ کے وہی اجزاء

Scanned by CamScanner

لے لئے جاتے ہیں جو مقصد سے متعلق ہوں اور مقصد کے لحاظ سے جو ٹکڑا جہاں متعلق ہے وہیں اس کا تذکرہ ہوتا ہے۔ قرآن حکیم نے خود ہی واقعات کے بیان کا یہی مقصد ظاہر فرمادیا ہے کہ عبرت اور موعظت ہے۔ داستان سرائی نہیں۔ **لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب** یعنی ان واقعات اور قصوں سے عبرت دلانی مقصود ہے۔ تاریخ بیان کرنی مقصود نہیں اس اصول اور اسلوب پر یہاں بھی جو واقعہ بیان کیا گیا کہ پوری دنیا کے ہر ہر گھر میں اسلام کا کلمہ پہنچ جائے گا۔ اس کا مقصد بھی ایک حکم اور ہدایت ہے یعنی اس خبر سے انشاء مقصود ہے تاکہ امت اس واقعہ کے ذریعہ اس حکم تک پہنچ جائے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ : اخیر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے یا مہدی کا ظہور ہوگا۔ اس کا مقصد محض واقعہ سنادینا نہیں بلکہ یہ کہ جب مہدی آئیں اور تم موجود ہو تو ان کی اطاعت کرنا یا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں تو ان کے احکام پر چلنا۔ بہر حال امر طاعۃ پیش نظر، نہ کہ قصہ اور کہانی یا جیسے خبر دی گئی ہے کہ اخیر زمانے میں دجال آئے گا اور گھر گھر میں فتنہ پھیلائے گا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جب وہ آئے تو اس سے بچے رہنا کہیں تمہیں گمراہی میں مبتلا نہ کردے۔ ٹھیک اسی طرح یہاں بھی یہی اصول کار فرما ہے یعنی جب یہ فرمایا گیا کہ : ایک ایک گھر میں کلمہ اسلام کا داخل ہو جائے گا تو ظاہر میں یہ خبر ہے اور حقیقت میں یہ انشاء اور حکم ہے کہ تم اس کلمہ کے پھیلانے کا ذریعہ بننا اور ایک ایک گھر میں اس کلمہ کو پہنچانے

Scanned by CamScanner

کی جد و جہد کرنا یعنی گو حق تعالیٰ ہی اپنے دین کا خود محافظ ہے اور وہی اس کلمہ کو گھر گھر میں پہنچانے والا ہے مگر دنیا عالمِ اسباب ہے حق تعالیٰ ہی حوادث اس دنیا میں نمایاں فرماتے ہیں البتہ وہ اسباب کے راستے سے نمایاں ہوتے ہیں اور ان اسباب میں آپ اور میں اور سارے مسلمان اور سارے انسان ہی داخل نہیں بلکہ بعض حوادث کے ظہور میں بے عقل شجر اور حجر بھی داخل ہیں۔ بعضے کام پتھروں سے بھی لئے گئے ہیں جیسے پتھر گرنے سے کسی کی موت کا حادثہ پیش آجائے یا پتھر گر جانے سے کوئی کنواں بند ہو جائے اور لوگ اس میں گرنے سے بچ جائیں اور ان کی زندگی کا سبب ہو جائے۔ پس کام تو قدرت کرتی ہے لیکن سبب بنا دیتی ہے پتھر کو۔ کام قدرت کا ہوتا ہے مگر سبب بن جاتے ہیں شجر اور حجر، ایسے ہی دین پھیلانا قدرت ربانی ہی کا کام ہے لیکن سبب بنا دیا ہے انسان کو۔ پس قدرتِ خداوندی کی یہ ساری کار فرمائیاں وسائل و اسباب کے ذیل میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ مثلاً خود انسان کی ہی پیدائش کو لے لیجئے کہ اسے پیدا کرنے والے حق تعالیٰ ہیں، لیکن سبب بنا دیا ہے ماں باپ کو اور مرد و عورت کے ملنے کو بلا شبہ وہ انہی تخلیق میں مرد و عورت یا ان کے ملنے کے محتاج نہیں ہیں کہ مرد و عورت جب ملیں جب ہی انسان پیدا ہو۔ وہ بلا باپ کے بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کو بلا مرد و عورت کے خود ہی اپنے ید قدرت سے پیدا فرما دیا جو سب سے پہلے انسان ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو بلا باپ کے محض عورت سے پیدا کر دیا۔

Scanned by CamScanner

حضرت حوا علیہا السلام کو بلا کسی عورت کے محض آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کر دیا جہاں کسی عورت کا وجود نہ تھا۔ غرض وہ وسائل کے محتاج نہیں وسائل خود ان کے محتاج ہیں کہ انہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں مگر اپنی حکمۃ بالغہ سے دنیا کو عالم اسباب بنانے کے لئے اسباب کا کارخانہ جاری فرمایا تاکہ اشیاء کی خاصیتیں بھی عالم میں آشکارا ہو جائیں اور ان کی حکمت کی وسعت بھی کھلتی رہے اور اس راستہ سے بندے اپنے خدا کو پہچانتے رہیں جس سے ان کی عظیم قدرت کاملہ نمایاں ہوتی رہے۔ اسکو دیکھ لیجئے کہ کاشت کار درخت زمین سے نہیں نکالتا وہ صرف بیج ڈالتا ہے۔ بیج ڈالنے میں جو قدرت استعمال کرتا ہے وہ بھی خود کاشتکار کی اپنی پیدا کی ہوئی نہیں وہ بھی اللہ کی دی ہوئی ہے۔ اس بیج میں جو مادے رکھے ہوئے ہیں یا نشو و نما کی جو طاقتیں چھپی ہوئی ہیں وہ بھی کاشتکار کی قدرت سے نہیں صرف اللہ ہی کی رکھی ہوئی ہے۔ زمین میں جو نشو و نما کی طاقت ہے جو بیج کو ابھار کر اوپر لاتی ہے وہ بھی اللہ ہی کی بخشی ہوئی ہے۔ کاشتکار کی دی ہوئی نہیں۔ اس لئے کاشتکار کھیتی کا خالق نہیں ہو سکتا صرف سبب تخلیق کہا جا سکتا ہے کہ وہ بیج ڈالے گا تو کھیتی اُگے گی۔ نہیں ڈالے گا تو نہیں اُگے گی۔ مگر اگانے والا ہر صورت میں خالق جل و علا شانہ، ہو گا۔ اسی حقیقت کو کہ انسان کا خالق اللہ ہے ماں باپ نہیں۔ قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا گیا کہ أ أنتم تخلقونه ام نحن الخالقون. کیا تم اولاد کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں یعنی تم سبب محض ہو۔ خالق نہیں ہو۔

Scanned by CamScanner

تم وسیلہ محض ہو موجد نہیں ہو۔ خالق اور موجد ہم ہیں۔ ایسے ہی کاشتکار کے بارے میں فرمایا کہ أ أنتم تزرعونہ ام نحن الزارعون کیا تم کھیتی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ تم محض سبب بنادئے گئے ہو کھیتی اُگنے کا۔ چنانچہ بیج جو منوں مٹی کے نیچے زمین میں دبا ہوا پڑا ہے کیا کاشتکار زمین میں گھس کر اس کو ابھارتا ہے؟ اور کونپل پتی اس میں سے نکالتا ہے یا حق تعالیٰ نکالتے ہیں؟ کاشتکار بے چارے کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ زمین کے اندھیریوں میں کیا ہو رہا ہے اور کس طرح کونپل بیج میں سے نکل رہی ہے؟ پھر یہ نکالنا بھی عجیب و غریب حکمت سے ہے کہ کونپل اس میں سے ایک باریک سوئی جیسی نکلتی ہے۔ جسے آپ چٹکی سے مسل دے سکتے ہیں۔ نہ اس میں کوئی قوت ہے نہ ظاہری طاقت لیکن یہی کمزور سی سوئی چند دن کے بعد ایک تناور درخت ہو جاتی ہے جس کا اکھاڑنا تو بجائے خود ہے۔ آدمی اسے ہلا بھی نہیں سکتا، آخر یہ طاقت اس میں کہاں سے آگئی، کیا کاشتکار نے بخشی ہے؟ وہ تو اسے ہلا بھی نہیں سکتا۔ پھر اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ کونپل ضعیف تو اتنی کہ تم چٹکی سے مسل دو مگر اسی آن طاقتور اتنی کہ منوں مٹی کے جگر کو چیر کر اوپر چلی آرہی ہے۔

آخر یہ کون اسے اوپر لا رہا ہے؟ کیا کاشت کار لا رہا ہے؟ پھر اس بات سے بھی زیادہ عجیب تر یہ کہ پتے، شاخ اور درخت کی فطرت تو یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے تو نیچے کی طرف جائے گا اوپر کی طرف نہیں جائے گا کہ یہی اس کی فطرت اور طبیعت ہے، لیکن یہاں بھی کمزور سی کونپل مٹی کے

Scanned by CamScanner

جگر کو چیر کر اوپر کی طرف آ رہی ہے اور فضا کو گھیرتی چلی جاتی ہے۔ آخر یہ خلاف طبیعت کس نے اسے مجبور کیا ہے کہ نیچے کے بجائے اوپر کی طرف چلے۔ اگر طبعی کارخانہ ہوتا تو اسے نیچے کی طرف آنا چاہئے تھا اور زمین کی تہہ میں اندر ہی اندر پھیلنا چاہئے تھا نہ کہ اوپر کی طرف ابھر کر آنا تھا۔ اس سے صاف واضح ہے کہ یہ سارے کام اسی خالق حکیم کے ہیں جو چاہے خلاف طبع کسی عنصر کو مجبور کر دے بلکہ اس کی طبیعتوں کو بھی بدل دے پس اس نے کونپل کی طبیعت کے خلاف اسے مجبور کر دیا جو کسی بھی غیر اللہ کی طاقت سے ممکن نہیں جس سے یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ طبیعت کے اوپر کوئی اور قاہر موجود ہے اور یہ خود طبیعت کا کام نہیں بلکہ خالق طبیعت کا کام ہے جو اپنے فعل میں مختار ہے۔ طبیعت خواہ وہ بشر کی ہو یا حیوان کی بالطبع جاہل ہوتی ہے۔ اس میں شعور نہیں ہوتا صرف جذبات اور قویٰ ہوتے ہیں جو یہ حکیمانہ افعال انجام دے ہی نہیں سکتی تھی۔ یہ طبیعتیں اور مادہ پرستوں کی بے عقلی کی بات ہے کہ ایسے حکیمانہ نظام کو جاہل مطلق طبیعتوں کی کارفرمائی کہنے سے نہیں شرماتے۔ بہر حال اسی کو قرآن حکیم نے فرمایا کہ تم کھیتی کرتے ہو یا ہم؟ تم کاشت کار ہو یا ہم؟ تم اولاد پیدا کرتے ہو یا ہم؟ جس کا حاصل یہ ہے کہ تم زراعت کی تخلیق کا محض سبب بنائے گئے ہو۔ خالق زراعت نہیں ہو نہ ہو سکتے ہو اور سبب بننے کی بھی تم میں جتنی قوت ہے وہ بھی ہماری ہی بخشی ہوئی ہے خود تمہاری نہیں۔ اس لئے اگر کوئی احمق یہ دعویٰ کرے کہ کھیتی کو میں پیدا

کرتا ہوں یا اپنی اولاد کا میں خالق ہوں تو یہ ایسا ہی ہوگیا جیسے ایک مجسٹریٹ کے اجلاس میں ایک مقدمہ پیش ہو اور ایک شخص دعویٰ کرے کہ کھیتی میری ہے۔ اس سے مجسٹریٹ پوچھے کہ کیا زمین تیری ملک ہے؟ وہ کہے کہ نہیں۔ مجسٹریٹ پوچھے کہ، کیا بیج تو نے ڈالا تھا؟ تو کہے کہ، نہیں بیج میں نے نہیں ڈالا۔ وہ پوچھے کہ کیا کھیتی میں پانی تو نے دیا؟ تو کہے کہ، نہیں پانی بھی میں نے نہیں دیا۔ وہ پوچھے کہ، کیا کھیتی کی حفاظت تو نے کی؟ تو کہے کہ، حفاظت بھی میں نے نہیں کی۔ مگر کہے یہی چلا جائے کہ۔ کھیتی میری ہے تو ایسے احمق مدعی کو مجسٹریٹ کان پکڑ کر عدالت کے کمرہ سے باہر نکال دے گا کہ احمق نہ تو زمین کا مالک، نہ بیج کا مالک، نہ تخم ریزی میں تیرا دخل، نہ حفاظت تو نے کی تو آخر یہ کھیتی تیری کس طرح ہوگئی؟ یہی صورت مادہ پرستوں اور طبیعت کے پجاریوں کی بھی ہے کہ جب وہ کہتے ہیں کہ ان درختوں اور انسانوں، زمینوں اور آسمانوں سورج اور چاند اور دریا و پہاڑ وغیرہ کو پیدا کرنے والا مادہ ہے۔ لیکن جب ان سے پوچھا جائے کہ کیا مادہ کو اس ساخت پر درخت کا شعور تھا؟ کیا نطفہ مادہ نے اپنے علم و حکمت سے براہ راست تیار کیا تھا کیا بیج میں یہ حکیمانہ قوتیں مادہ نے ہی اپنی حکمت سے رکھی ہیں؟ کیا طبعی تقاضوں کے خلاف اس کونپل کو اوپر کی طرف اس مادہ ہی نے ابھارا تھا؟ اور اب یہ لوگ جواب نفی میں دیں مگر رٹ بھی لگائے جائیں کہ ان ساری حکمت آمیز اشیاء کا خالق خود یہ مادہ اور اس کی جاہل اور لیاہج طبعیت ہی ہے تو

Scanned by CamScanner

مالک الملک کی عدالت سے انہیں بھی کان پکڑ کر نکال دیا جائے گا۔

بہر حال کائنات کی ہر چیز کا خالق و مالک، رب اور مربی اور ہر ہر امر کا مالک ذات بابرکات، قادر مطلق، علیم و خبیر اور سمیع و بصیر ہے، وہی مالکِ کائنات بھی ہے۔ عارضی طور پر بارے چندے مجھے اور تمہیں مالک بنادیا گیا ہے۔ حقیقی مالک اس کائنات اور اس کے اجزاء کے ہم نہیں۔

حاصل یہ ہے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے کرنے دھرنے والی قدرت الٰہی ہے، ہمیں آپ کو صرف وسائل بنادیا گیا ہے۔ اور وہ بھی چند دن کے لئے کہ نظام دنیا اسباب سے چلتا رہے اور ہر چیز سے اس کے خواص و آثار ظاہر ہوتے رہیں۔ پس ان تمام زمینوں آسمانوں اور ان کے درمیان کی ہر شئے کا مالک صرف خدائے واحد ہے جس کا نمائندہ دنیا میں خلیفۂ وقت ہوتا ہے۔ اسی لئے وقت پڑنے پر ہماری یہ عارضی ملکیتیں ساقط بھی کردی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر دشمنان دین مقابلہ پر آجائیں اور اسلامی فوج کو کسی زمین، کسی بلڈنگ، کسی باغ یا کسی خزانہ کی ضرورت آپڑے تو امیر اسلام کو حق ہوتا ہے کہ وہ بحیثیت نائب خداوندی اور خلیفۂ الٰہی اس زمین یا باغ یا خزانے یا مکانات اور بلڈنگیں ضبط کر کے ملک اور قوم کی تصرف میں لے آئے۔ اگر تم ہی حقیقی مالک ہوتے تو امیر کو کوئی حق نہ ہوتا کہ وہ ہماری املاک کو ضبط کر سکتا۔ پس ایسے اوقات میں اللہ کی مِلک نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور جب قیامت کا دن آئے گا تب تو یہ مِلک حقیقی خوب خوب نمایاں ہو جائے گی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ یوم لا

تملك نفس لنفس شيئاً آج کا دن وہ ہے کہ کوئی نفس اور کوئی مالک کسی چیز کا مالک نہیں بلکہ صاف اعلان فرمادیں گے کہ این الجبارون این المتکبرون لمن الملك اليوم؟ کہاں ہیں جبار لوگ؟ کہاں ہیں تکبر کے دعوے کرنے والے؟ آج کس کی سلطنت ہے؟ جب کوئی جواب نہیں آئے گا اور کس کی مجال ہوگی کہ جواب دے۔ تو خود ہی فرمادیں گے کہ ملک صرف واحد قہار کا ہے وہی مالک ہے اور وہی مَلِک اور بادشاہ ہے۔ پس اس عالم اسباب میں اگر برائے چندے ہمیں مالک کہدیا گیا ہے تو یہ ان کا فضل اور ان کی عنایت ہے ورنہ حقیقی مِلک آج بھی اللہ ہی کی ہے مگر چونکہ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے اس کی ملکیت ہماری سطحی ملکیت کے ذریعہ سے ظاہر ہو رہی ہے۔ ٹھیک اسی طرح اپنے دین کو عالمگیر بنانے والے وہی ہیں مگر بعالم اسباب تمہیں اس کے عالمگیر بنانے اور گھر گھر میں اسلام کا کلمہ پہنچانے کا ذریعہ بنادیا گیا ہے تاکہ تمہیں اجر مل جائے۔ ورنہ وہ اس میں بھی تمہارے محتاج نہیں ہیں۔ بہر حال اس خبر سے کہ اسلام کا کلمہ ہر کچے پکے گھر میں داخل ہو جائے گا مقصود یہ امر کرنا ہے کہ تم اس کلمہ کو گھر گھر پہنچاؤ۔ ظاہر میں یہ خبر ہے اور حقیقت میں یہ انشاء اور امر ہے کہ مبلغ بن کر ایسی تبلیغ کرو کہ ایک ایک گھر میں اسلام داخل ہو جائے، اس لئے کلمۂ اسلام سے یا تو پورا دین مراد ہے جو قرآن وحدیث وفقہ میں منضبط شدہ ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ پورا قرآن، پوری حدیث اور پورا فقہ جس میں فضائل بھی ہیں اور مسائل بھی، حقائق بھی

Scanned by CamScanner

ہیں اور دلائل بھی سب کا سب پہنچادو۔ ظاہر ہے کہ یہ تعلیم سے متعلق ہے اور معلمین اور مدرسین اس کے مخاطب ہوں گے کہ وہ پورے قرآن وحدیث کی تعلیم دیں اور دنیا کو علم الٰہی سے آشنا کریں، اور اگر کلمہ اسلام سے اجمالی اسلام مراد لیا جائے کہ اس کی بنیادیں گھر گھر میں داخل کردو تو ظاہر ہے کہ اس کی بنیادیں لا اِلٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ یعنی توحید ورسالت اور عقیدۂ قیامت، تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان تمام کتب الٰہیہ کی تصدیق اور ذکر خداوندی کی مشق۔ تو ظاہر ہے کہ اس کا مخاطب ہر ایک مسلمان ہے۔ یعنی ہر مسلم مبلغ دین بنے اور لوگوں کو اسلام سے آشنا کرے اور گھر گھر میں دین کو داخل کردے۔ حدیث مبارک کے مفہوم میں یہ دونوں صورتیں داخل ہیں، پس اس حدیث سے دو معنی نکلے، ایک سے تعلیم مراد ہوگی اور ایک سے تبلیغ اور عموم معنی کے لحاظ سے دونوں بیک دم مراد لی جاسکتی ہیں جس کا حاصل یہ نکلا کہ تعلیم بھی ہم پر فرض ہے اور تبلیغ بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ اگر محض اجمال ہی اجمال رہ جائے یعنی محض اصطلاحی تبلیغ ہی پر قناعت کرلی جائے تو تفصیلی دین نہیں پھیل سکے گا جو تعلیم ہی سے پھیل سکتا ہے، اور اگر تفصیل ہی تفصیل رہ جائے اور اجمالی دین کی اشاعت نہ ہو تو غیر اقوام اور دوسروں کے سامنے نفس دین ہی نہ آسکے گا۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس حدیث سے دونوں ہی مقاصد مراد لئے جائیں یہ بھی کہ کلمہ اسلام پہنچاؤ یعنی مجملاً دین سے لوگوں کو آشنا کرو جو تبلیغ ہی کے راستے

Scanned by CamScanner

سے ممکن ہے تاکہ ہر کس و ناکس اس سے باخبر ہو جائے اور یہ بھی کہ
تفصیلاً دین پھیلاؤ جو تعلیم اور مدارس ہی کے ذریعے سے ممکن ہے تاکہ
ساری شریعت قوم کے سامنے آسکے اور علم کے ذریعے سے پوری
شریعت پر عمل کیا جاسکے یہ قوم کی خوش بختی ہے کہ اس نے ان دونوں
معنوں سے غفلت نہیں برتی۔ ایک مقصد علماء امت نے پورا کیا کہ
مدارس دینیہ کے ذریعہ علوم نبوت کو عام کیا اور علماء تیار کر کے ملک ملک
پھیلا دیئے اور ایک مقصد تبلیغی جماعت نے سنبھالا کہ اجمالی طور پر ہر
اسلام کا کلمہ گھر گھر اور شہر شہر بلکہ ملک ملک پہنچانے پر کمر ہمت باندھی،
ضرور ہے کہ جب تبلیغ کے راستے سے لوگ اجمالاً دین سے واقف
ہو جائیں تو تفصیل سے دین سیکھنے کے لئے مدارس کی طرف رجوع
کریں۔ اگر محض اس تبلیغ پر لوگ قناعت کر کے بیٹھ رہیں گے تو دنیا میں
علم نہیں پھیل سکے گا اور دنیا کو جہالت کے دلدل سے نہیں نکال سکیں
گے۔ تبلیغی جماعتوں نے فضائل کو آگے رکھا ہے۔ مسائل کو نہیں چھیڑا
تاکہ لوگوں میں دین کی امنگ اور رغبت پیدا کر دی جائے اور دلوں میں
دین ابھر جائے۔ لیکن جب دین کا جذبہ دلوں میں پیدا ہو جائے گا اور عمل
کی طرف لوگ جھکیں گے تو ضرورت مسائل کی پیش آئے گی ورنہ دلوں
کی رغبت پر بلا مسائل کے عمل ہو گا تو اس سے بدعات اور منکرات پھیل
جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ جس طرح علم بلا عمل کے وبال ہے ایسے ہی
عمل بلا علم کے بھی وبال جان ہے۔ اگر عمل نہ ہو تو علم بیکار ہے۔ اور اگر

Scanned by CamScanner

علم نہ ہو تو عمل بلا علم کے اس سے زیادہ مہلک ہے۔ بہر حال تبلیغ سے جذبۂ عمل تو پیدا ہو جاتا ہے لیکن اگر مسئلہ معلوم نہ ہو تو یہ جذبہ پامال ہو جائے گا کیونکہ جذبہ تو یہ ہے کہ عمل کیا جائے مگر کیسے کیا جائے جب کہ اس کا طریقہ ہی معلوم نہ ہو۔ ورنہ یہ ایسا ہی ہو گا جیسے کہ آپ کسی کاتب کو فن کتابت کے لئے تو ابھار دیں لیکن نہ کاغذ اسے نہ دیں نہ قلم دوات کو ہاتھ لگانے دیں تو بلاشبہ جذبہ تو اس کا یہ ہے کہ وہ اعلیٰ کاتب بن جائے اور پاکیزہ خط کے ساتھ لکھے مگر وہ لکھے گا کیسے جب کہ نہ اس کے پاس کاغذ ہے نہ قلم دوات۔ اس لئے اگر آپ کسی کو کاتب بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کاغذ بھی مہیا کرنا پڑے گا اور قلم دوات بھی۔ تب ہی وہ اپنی اس صنعت کو دنیا میں پھیلا سکے گا۔ ٹھیک اسی طرح فضائل سے بھی دین کی رغبت پیدا ہو گی۔ جذبۂ دیانت ابھرے گا اور عمل کے لئے آمادگی پیدا ہو گی۔ لیکن عمل کا طریقہ معلوم نہ ہو گا تو یا تو وہ عمل سے معطل ہو کر بیٹھ رہے گا یا من گھڑت طریقہ پر عمل کرنا شروع کر دے گا۔ پہلی صورت میں دین ہی سے بیگانہ ہو جائے گا اور دوسری صورت میں بددینی کا شکار ہو جائے گا۔ اور بدعات و منکرات کے پھیلنے کا وسیلہ ثابت ہو گا بہر حال اگر تبلیغ کے بعد صحیح دین اور اتباع سنت پر چلنے کا ارادہ کرے گا تو اس کے لئے سنن نبوی کو سیکھنا اور انہیں معلوم کرنا ضروری ہو گا۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ یہ تبلیغ در حقیقت تعلیم دین کا ایک مقدمہ ہے۔ جیسے وضو نماز کے لئے ایک لازمی وسیلہ ہے اگر آدمی ساری عمر وضو ہی کرتا

Scanned by CamScanner

رہے اور نماز کا نام نہ لے تو اس نے وضو اور نماز دونوں کو ضائع کر دیا اور اگر بلا وضو نماز پڑھتا رہے تو اس نے پورا دین ضائع کر دیا۔

الحمد للہ تبلیغ نے گھر میں دین پہنچا کر قلوب کو دین پر ابھار دیا اور وہ بے تعلقی جو دین سے تھی ختم کر دی ہے اس کے بعد ضرورت تعلیم کی آتی ہے اس لئے اس احقر کا ناقص خیال یہ ہے کہ جہاں جہاں تبلیغی مراکز قائم ہوں وہاں ساتھ ہی ساتھ تعلیمی مدارس بھی قائم ہوتے رہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس جماعت نے ترغیب دین کا کام بہت اونچے پیمانہ پر پہنچا دیا ہے جن لوگوں کو دین سے کوئی تعلق ہی نہ تھا وہ اہل تعلق بن گئے ہیں اور ان میں دین کی لگن پیدا ہو گئی ہے آخر یہ گھروں سے نکلنا شہروں اور ملکوں کی خاک چھاننا بغیر آمادگی کے کیسے ممکن تھا؟ گھر چھوڑ کر جانا بغیر دینی جذبہ کے ہو کیسے سکتا تھا ظاہر ہے کہ دنیا بھر میں یہ جانے والے کسی تجارت، زراعت یا ملازمت کے لئے نہیں جاتے ہیں اپنے پاس سے خرچ کر کے جاتے ہیں تو ان میں تحصیل دولت ہی مقصود نہیں۔ جب کہ وہ خود ہی اپنا مال خرچ کر رہے ہیں یہ صرف ان کے دینی جذبہ ہی کا اثر ہے اب اس دینی جذبہ کا صحیح استعمال کا طریقہ بجز علم مسائل کے دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کی تاکید بھی انہیں کی طرف سے ہونی چاہیے۔ اس واسطے جہاں گھروں سے نکال کر خدا کے گھر میں قیام کرایا جائے خواہ ایک چلہ یا دو چلہ وہیں تعلیمی لائن کے لئے بھی دس پانچ چلوں کی تاکید ان کی طرف سے ہو خواہ اس کا کوئی مختصر ہی نصاب بتایا

Scanned by CamScanner

جائے تاکہ اس علمی زندگی کی نوعیت بھی لوگوں کو معلوم ہو اور دین سے کماحقہ واقف بھی ہو سکیں اور دین کی سمجھ بھی ان میں پیدا ہو۔ دوسرے لفظوں میں تبلیغی جماعتوں کا کام لوگوں کو گھروں سے باہر نکال کر دنیا میں پھیلانا ہے اور تعلیمی حضرات کا کام باہر کے ملکوں سے لوگوں کو سمیٹ کر مدارس کے حلقوں میں لانا ہے۔ غور کیا جائے تو اس لانے اور لے جانے میں دین کا فروغ ممکن ہے۔ وہ گھر سے نکال کر اللہ کے گھروں میں لے جاتے ہیں۔ اور یہ گھروں سے نکال کر رسول کے گھروں میں لاتے ہیں۔ وہ دو چار چلوں پر قناعت کر کے مساجد کو آباد کرتے ہیں اور دس بیس چلے مانگ کر مدارس آباد کرتے ہیں گھروں کی راحت دونوں صورتوں میں چھوٹ کر زہد و قناعت اور جفاکشی کی زندگی میسر آتی ہے اور اس سے دین کا رنگ نکھرتا ہے اور یوں تھوڑی بہت مشقت تو دین میں بھی ہے ہی۔ اتنی بھی نہ ہو تو وہ مجاہدہ نہ رہے اور مجاہدہ نہ ہو تو تزکیۂ نفس نہ ہو۔ اس لئے مشقت فی الجملہ لازمی ہے، لیکن مجموعی حیثیت سے دین بلاشبہ آسان ہے اور اس نے وہ رہبانیتیں اٹھادی ہیں جو ادیانِ سابقہ میں تھیں۔ اس لئے الدینُ یُسرٌ فرمایا گیا ہے۔ غور کیا جائے تو دینی مشقتیں ماحول سے آسان بنتی ہیں۔ جب ایک ماحول میں سارے مل کر خوشی خوشی مشقت برداشت ہی نہیں کرتے بلکہ اس مشقت سے لذت اندوز بھی ہوتے ہیں اگرچہ نفس پر شاق ہو۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اپنے دور جوانی میں ایک بارات میں تھانہ بھون گئے۔

Scanned by CamScanner

باراتیوں کی جیسے عادت ہوتی ہے کہ وہاں کوئی بزرگ ہو تو اس سے ملنے جایا کرتے ہیں۔ تھانہ بھون میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کا نام سنے ہوئے تھے تو سب ان سے ملنے گئے۔ خانقاہ میں حاضر ہو کر مصافحہ ہوا حضرت حاجی صاحب نے مولانا سے مصافحہ کرتے ہی بھانپ لیا کہ اس جوان کے قلب میں کچھ جوہر چھپے ہوئے ہیں اور دین کے پاکیزہ مادّے موجود ہیں تو خلاف عادت فرمایا کہ کسی سے مرید بھی ہو؟ حضرت گنگوہی نے کہا کہ - نہیں، فرمایا کہ - مجھ سے ہی بیعت ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ عجیب بات تھی کہ شیخ بیعت کے لئے خود فرمائیں۔ حضرت نے عرض کیا کہ - نہ میں اس لئے آیا ہوں اور نہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ کیونکہ بیعت کر کے آپ کہیں گے کہ شغل کرو۔ نوافل ادا کرو اور تہجد پڑھو۔ میں ایک ملازم آدمی ہوں بچوں کو پالوں یا مسجد میں بیٹھ کر ذکر میں ھو حق کروں۔ یہ کام مجھ سے نہیں ہوتا۔ فرمایا: ہم وعدہ کرتے ہیں ہم تہجد یا ذکر کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہیں گے۔ اپنے کام جو ہیں وہ کئے جاؤ اور بیعت بھی ہو جاؤ۔ غرض جب گنگوہی کے سارے عذروں کا جواب حضرت نے دے دیا تو مجبور ہوئے اور بیعت ہو گئے۔ بیعت ہونے کے بعد حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ - بھائی بس چالیس دن میرے ساتھ ٹھہر جاؤ۔ عرض کیا کہ : میں اسی واسطے بیعت نہ کرتا تھا کہ آپ ہاتھ پکڑ کے پہونچا پکڑیں گے میں تو یہاں آیا ہی تھا تین دن کے لئے۔ آپ کہتے ہیں چالیس دن ٹھہروں۔ میرے پاس وقت نہیں۔ فرمایا: اچھا

Scanned by CamScanner

بھائی تیس دن ہی ٹھہر جاؤ۔ کہا: نہیں حضرت میرے پاس نہ تیس دن ہیں نہ بیس دن۔ فرمایا: اچھا دس ہی دن۔ تو اب کچھ مجبور ہوئے مگر تامل کا لہجہ اختیار فرمایا۔ فرمایا: اچھا بھائی تمہارا منشا مگر تین دن تو بہر حال بارات کے سلسلے سے بھی یہاں ٹھہرو گے۔ یہی تین دن سہی۔ فرمایا بہت اچھا۔ بارات تو رخصت ہو گئی۔ حضرت خانقاہ میں آکر ٹھہر گئے۔ رات کو جب تین ساڑھے تین بجے ذاکرین اٹھے کسی نے وضو کر کے تہجد شروع کیا، کسی نے اللہ اللہ کا ورد شروع کیا تو حضرت کو بھی پڑے پڑے شرم محسوس ہوئی کہ لوگ اللہ اللہ کریں اور میں پڑا سوتا رہوں۔ غیرت آئی آخر اُٹھ کر وضو کیا اور تہجد پڑھا۔ اگلا دن ہوا تو پختہ ارادہ کر کے سوئے کہ آج ہرگز نہیں اٹھوں گا۔ لیکن جب وہ آخر شب کا وقت آیا اور لوگ اپنے معمولات میں مشغول ہوئے تو آخر کار نہ رہا گیا اور پھر اٹھ کر تہجد پڑھا۔ جب دیکھا کہ اس ماحول میں بغیر ذکر و عبادت کے رہنا مشکل ہے تو تیسرے دن یہ ارادہ ہی ترک کر دیا کہ نہیں اٹھوں گا اور بطوع و رغبت تہجد اور ذکر میں مشغول ہو گئے چوتھے دن شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حاجی صاحب تو اسی انتظار ہیں میں بیٹھے تھے کہ اب آ کے مولانا کہیں گے کہ تین دن ہو گئے میں جا رہا ہوں۔ مگر عرض کیا تو یہ کہ۔ حضرت اجازت ہو تو دس دن ٹھہر جاؤں۔ حضرت نے فرمایا: بھائی میں تو نہیں کہتا۔ تمہارا جی چاہے تو شوق سے ٹھہر جاؤ تمہارا گھر ہے۔ چنانچہ ٹھہر گئے اور بالالتزام ہر شب میں اٹھنے اور ذکر فرمانے لگے۔ حضرت حاجی صاحب نے

فرمایا کہ: بھائی ہم نے تو وعدہ پورا کر دیا۔ ایک دن بھی نہیں کہا کہ تم شب بیداری کرو۔ یہ درحقیقت ذکر کے ماحول کا اثر تھا کہ جس نے بلا ارادہ بھی حضرت گنگوہی کو ذاکر بنا دیا اور بالآخر کچھ اور عرصہ ٹھہر کر خلافت لے کر ہی واپس ہوئے۔

اس سے اندازہ کر لیا جائے کہ دینی تعلیم و تربیت میں ماحول کا کافی دخل ہے۔ جب تک دین کا ماحول بنا ہوا نہ ہو تعلیم محض کافی نہیں ہوتی۔ میں نے اپنے بچپن میں گنگوہ کا ماحول دیکھا ہے۔ خانقاہ کے سامنے ایک بڑا تالاب ہے جس میں سارے شہر کے دھوبی کپڑا دھوتے تھے مگر خانقاہ کے ذکری ماحول کا یہ اثر تھا کہ دھوبی کپڑا دھوتے تھے۔ حالانکہ ان اَن پڑھ جاہلوں کو نہ خانقاہ کا شعور تھا نہ ذکر کا مگر اثر یہ تھا کہ کپڑے کا پلندہ اٹھا رہے ہیں اور دے کر مارنے میں اِلّا اللہ کی ضربیں لگا رہے ہیں۔ جس سے سارا تالاب ذکر اللہ سے گونجتا رہتا تھا۔ دوسرا ماحول دار العلوم دیوبند کا دیکھا اور دیکھا ہی نہیں بلکہ عمر اسی میں گزاری ہے، وہاں کی یہ کیفیت ہے کہ جہاں نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی ڈیڑھ دو ہزار طلبہ، اساتذہ، ملازمین ہر چہار طرف سے مسجد کی طرف دوڑ پڑے۔ وہاں ماحول ہی علم اور نماز، جماعت کا ہے، وہاں ممکن نہیں کہ کوئی بے نمازی رہے، اس کے بس ہی میں نہیں رہتا کہ وہ نماز نہ پڑھے۔ وہاں کا ماحول ہی مجبور کر دیتا ہے کہ نماز کے لئے دوڑ پڑے۔

تیسرا ماحول حضرت تھانویؒ کی خانقاہ کا دیکھا وہاں ذکر اللہ کے

Scanned by CamScanner

ساتھ صفائی معاملات کا اہتمام تھا کہ ایک سے دوسرے کو اذیت نہ پہنچے اور وہ دیانت ہی سے ممکن تھا وہاں دیکھنے میں آیا خانقاہ کے طالبین حجروں سے باہر جاتے اور حجروں میں نہ قفل ہوتا تھا نہ زنجیر لگتی تھی، تمام سامان کھلا پڑا رہتا تھا۔ لیکن نہ کبھی چوری ہوتی تھی نہ کوئی چیز ادھر سے ادھر ہوتی تھی، حتی کہ اگر صحن مسجد میں کوئی اپنا کپڑا بھول گیا ہو تو اس کو اٹھا کر بہ نیت حفاظت بھی رکھنے کی اجازت نہ تھی کہ شاید مالک اپنی شئے ڈھونڈتا ہوا آجائے اور مقررہ جگہ پر شئے کو نہ پاکر قلبی اذیت محسوس کرے اور خانقاہ کے لوگ اس اذیت کا سبب بنیں، چنانچہ میں نے ایک تولیہ تین دن تک وہیں پڑا ہوا دیکھا جہاں اس کا مالک بھول کر چھوڑ گیا تھا۔ چوتھے دن وہ آیا اور جہاں تولیہ چھوڑ گیا تھا وہیں سے اٹھا کر لے گیا تو وہاں معاملات کی صفائی، کفِ اذیٰ اور ایذادہی سے بچنے کا ماحول تھا۔

تبلیغی جماعتیں اس لئے لوگوں کو گھروں سے نکال کر انہیں مسجدوں کے ماحول میں لے آتی ہیں تاکہ گھروں کا عیش افزا ماحول بدل کر ذکر اللہ اور نماز کا ماحول مل جائے اور جس سے بے نمازی بھی خواہ مخواہ نمازی اور ذاکر بن جاتا ہے۔ شہر کا ماحول چھوٹ کر سفر کا ماحول مل جائے تاکہ خانہ نشینی کے عیش و عشرت سے اولاً دوری میسر آجائے اور ثانیاً گھر کا ماحول چھوٹ کر سفر کے ماحول سے جو جفاکشی کا ہے دونوں زندگیوں میں امتیاز کا موقع ملے اور نبوت کی صابرانہ زندگی ہاتھ آجائے تاکہ ہر ایک کو اس کی استعداد اور قابلیت کے مطابق آخرت کے درجات میسر

آجائیں جو اصل مقصدِ زندگی ہے۔

اب ظاہر بات ہے کہ جب عیش نہیں، سامان راحت نہیں، نیز اس سفر کے ماحول میں چونکہ اکثریت اللہ اللہ کرنے والوں کی ملے گی جن سے چلہ دو چلہ کا سابقہ پڑے گا اور صحبت نیک میسر آئے گی تو خوامخواہ خود بھی اللہ اللہ کرنے لگ جائے گا جس سے دل میں کچھ کچھ ذکر اللہ کی جڑ قائم ہو جائے گی اور ایک گونہ اخلاص یقیناً میسر آجائے گا۔

چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً تَجْرِیْ مِنْ قَلْبِہٖ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَۃِ. یعنی جو شخص چالیس دن کسی ذکر یا کسی نیک عمل پر دوام اور ہمیشگی اختیار کرے گا تو اسکے قلب سے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے یعنی اس میں ایسا علم اور ایسی معرفت پیدا ہو گی جو اس سے پہلے اس کے دل میں نہ ہو گی نہ اس سے پہلے اس نے کسی کتاب میں پڑھی ہو گی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ چالیس کے عدد میں تکمیل کا جوہر رکھا گیا ہے اور چالیس کی مقدار اس عمل کو مکمل کر دیتی ہے۔ مادی طور پر بھی یہ تکمیل چالیس ہی کی مدت میں ہوتی ہے اور روحانی طور پر بھی تکمیل کا تعلق کچھ چلہ کشی سے ہی ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ نطفہ ہر رحم مادر میں جب چالیس دن گزر جاتے ہیں تو وہ خون کی صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور چالیس دن خون کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر چالیس دن کے بعد یہ خون جم کر خون کی ایک پھٹک کی صورت میں آجاتا ہے۔ پھر جب اس پر چالیس دن گزر جاتے

Scanned by CamScanner

ہیں تو وہ گوشت کا ایک لوتھڑا بن جاتا ہے جسے عربی میں مضغہ کہتے ہیں۔ چالیس دن کے بعد اس میں ہڈیاں اور رگ پٹھے اور اعصاب پیدا ہوتے ہیں جس سے وہ بدنی صورت اختیار کر کے صورت شکل اور ڈھانچہ پیدا کرلیتا ہے اور اس میں روح ڈال دی جاتی ہے جس سے وہ ایک زندہ پیکر بن جاتا ہے جس سے واضح ہے کہ بچہ کی بناوٹ میں چالیس چالیس دن کی مدت مؤثر ہے جو اسے درجہ بدرجہ تکمیل کو پہنچاتی ہے۔ اس سے یہ اصول ہاتھ لگ جاتا ہے کہ چالیس کی مقدار تکمیل میں مؤثر ہے۔ سو یہ چیز بھی روحانیت میں شریعت نے رکھی ہے کہ چلہ ہی سے درجہ بدرجہ آدمی کی روحانیت بھی ترقی کر کے پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو جب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں تکمیل کا قانون دیا جائے گا یعنی توریت ملے گی۔ طور پر آؤ اور اسے لے جاؤ۔ تو موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی حکم ہوا کہ تیس راتیں عبادت اور روزہ اور خلوت میں گزارو اور پھر اس کی تکمیل دس سے کی کہ مکمل چالیس راتیں عبادت میں بسر کرو۔ گویا دوسرے لفظوں میں ان سے ایک چلہ طلب کیا تاکہ نبوت کی قوت میں مزید طاقت اور قانونِ الٰہی کے تحمل کی قوت پیدا ہو جائے فرمایا کہ: **و واعدنا موسی ثلاثین لیلة و اتممنها بعشر فتم میقات ربه اربعین لیلة.** یعنی حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وعدہ دیا کہ تیس راتیں ہمیں دو اور پھر ان کی تکمیل مزید دس راتوں سے کی۔ (تاکہ چلہ پورا ہو جائے) تاکہ روحانیت کا وہ اعلیٰ مقام جس پر

Scanned by CamScanner

قانونِ خداوندی اور کتاب الٰہی کے سمجھنے اور اس میں بصیرت حاصل ہو جانے کی قوت موقوف تھی، انہیں مل جائے اور اس مقام کی تکمیل ہو جائے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ جس طرح چالیس کی مدت کو تکمیل مادیت میں دخل تھا جس کی مثال بچہ کی ساخت پر آپ نے سنی ایسے ہی چالیس کی مدت کو روحانیت کی تکمیل میں بھی بڑا دخل ہے یہیں سے حضرات صوفیاء کرام نے چلہ کشی کا اصول نکالا اور اپنے مریدین کو اس مدت کی قید سے تکمیل تک پہنچایا تاکہ ان کے دلوں میں ذکر اللہ کی جڑ قائم ہو جائے۔

ٹھیک اسی عنوان پر تبلیغی سلسلہ میں چلے رکھے گئے ہیں۔ اور جماعتوں سے ایک چلہ دو چلے مانگے جاتے ہیں تاکہ نیک ماحول اور سفر کی گشت میں جب ایک دو یا زیادہ چلے گزریں گے تو اس کام کی جڑیں بھی دل میں جمیں گی اور ذکر اللہ اور یادِ الٰہی بھی دلوں میں قائم ہو جائے گی۔ چنانچہ تجربہ ہے کہ جو لوگ ایک دو چلے جماعت کے ساتھ گزارتے ہیں اور گھروں کے عیش و آرام کو چھوڑ کر اور سفر کی صعوبتیں اٹھا کر ذکر اللہ اور عمل میں لگتے ہیں تو ان کی زندگی بدل جاتی ہے اور مشقتیں جھیلنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے جو ایک قوم کے لئے ترقی کا پہلا زینہ ہے۔

اب اس کے بعد چونکہ اپنے دوسرے بھائیوں کی اصلاح بھی اسلام کا ایک مقصد عظیم ہے اور وہ مشقتیں جھیلے بغیر پورا نہیں ہو سکتا تو ان چلوں ہی سے وہ بھی آسان ہو جاتا ہے۔ بہر حال اسلام میں محض

Scanned by CamScanner

صالح بن جانا کافی نہیں سمجھا گیا بلکہ مصلح ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ دین تبلیغی دین بنا ہے۔ اس لئے ان چلوں اور سفروں کی گشت اور گھر سے باہر نکل کر دوسرے شہروں اور ملکوں میں جانا اس سے صلاح و اصلاح کے دونوں مقصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ اگر آدمی محض خود سے صالح بن جائے مگر دوسروں کی اصلاح کا اس میں جذبہ نہ ہو تو اس کا دین آدھا رہ جائے گا۔ اور ایسے ہی اگر آدمی دوسروں ہی کی اصلاح کرتا رہے اور خود صالح نہ بنے تو اس کا دین بھی آدھا بلکہ آدھے سے بھی کم ہے۔ اس لئے صالح بھی بنو اور مصلح بھی بنو۔ ایک مقصد تمہیں دوسرے مقصد سے غافل نہ بنائے۔ بعض دین ایسے بھی ہیں کہ ان میں تبلیغ نہیں ہے صرف اپنی ہی اصلاح کا آدمی ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے لیکن ان کے برخلاف اسلام تبلیغی مذہب ہے۔ اس میں حکم ہے کہ آدمی خود بھی صالح بنے اور پھر اس اصلاح و رشد کو دوسروں تک پہنچائے اس لئے اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مسلمان کے لئے رکھا گیا ہے اور اس لئے اس امت کو خیر امت کا لقب دیا گیا کہ اس میں ہر مومن اپنے نبی کا قائم مقام بن کر دوسروں کی اصلاح و تکمیل میں غرق رہے اور اسی لئے حدیث نبویؐ میں فرمایا گیا کہ

اَلدِّیْن النُّصْح لکل مسلم للّٰہ و لرسولہ و لعامھم۔ دین نام ہے نصیحت اور خیر خواہی کرنے کا اللہ کے لئے۔ رسول اللہ کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے کہ ان کے حقوق ادا کئے جائیں۔ اسلئے جیسے جو مسئلہ

بھی معلوم ہو وہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اسی سے یہ دین عام ہوا اور دنیا کے ہر خطے میں پہنچ گیا۔ سلف کے بعد خلف کھڑے ہوتے رہے اور اصلاحی فرائض انجام دیتے رہے۔ سدا دین کا کام چلتا رہا... دئے سے دیا یونہی جلتا رہا ہے، اگر اسلام میں تبلیغ نہ ہوتی تو آپ دنیا میں یہ ستر کروڑ کیسے بن جاتے؟ ابتدائے دور اسلام سے تبلیغی وفود اور اصلاحی جماعتیں بھیجے جانے کا دستور رہا ہے بلکہ ان میں کا تو ایک ایک فرد ایک مستقل جماعت کی حیثیت رکھتا تھا اور ہر شخص اپنے اس فرض کو پہچانے ہوئے تھا۔ اب جب کہ امت نے اس فرض کو پہچاننا چھوڑ دیا ہے تو ضرورت پڑی کہ اس فرض کو ایک مستقل جماعتی سلسلہ سے قائم کیا جائے اور جماعتوں کو شہر بہ شہر اور ملک بہ ملک گھمایا جائے تاکہ ہر ملک اور ہر شہر کے لوگ اس فرض کو پہچانیں اور سلف کی طرح یہ سلسلہ خلف میں بھی عام ہو جائے اور ایک کے ذریعہ دوسرے کی اصلاح ہو۔ اسی سے دین اور قوم کی قوت بیدار ہو سکتی ہے قرآن حکیم نے بھی اس جماعتی تبلیغ کا ایک بنیادی اصول قائم فرمادیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ واضرب لھم مثلاً اصحٰب القریۃ اذ جاء ھا المرسلون. اے پیغمبر آپ لوگوں کو یہ مثال سنا دیں (اور واقعہ بیان کر دیں) کہ اصحاب قریہ یعنی گاؤں والوں میں جب کہ ہم نے رسول بھیجے اور رسول وہاں پہنچے۔ اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبو ھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون. ہم نے وہاں دو رسول بھیجے تو لوگوں نے انہیں جھٹلا دیا تو پھر ہم نے تیسرے کا اضافہ اور

Scanned by CamScanner

کیا تاکہ وہ جھٹلائے نہ جاسکیں۔ کیونکہ ایک دو کو تو آدمی جھٹلا دے سکتا ہے لیکن جب تین مل جاتے ہیں تو جھٹلانا آسان نہیں رہتا کیونکہ تین سے مل کر ایک مکمل جماعت بن جاتی ہے گو حدیث میں ہے کہ الا ثنان و ما فوقھا جماعة (کہ دو اور دو سے زیادہ جماعت ہوتی ہے فرد نہیں رہتا۔)

یعنی گو جماعت دو سے بھی بن جاتی ہے مگر چونکہ یہ جماعت کا بالکل ابتدائی اور کم تر درجہ ہے اس لئے تکذیب کا عادتاً امکان رہتا ہے۔ لیکن تین کا عدد جماعت کا مکمل درجہ ہے جس میں عادتاً تکذیب مشکل ہوتی ہے۔ اس لئے رسولوں میں دو کے ساتھ ایک کا اضافہ اور کر دیا گیا۔ یہ اضافہ اس لئے نہیں کیا گیا کہ معاذ اللہ ایک دو رسول وصف رسالت میں کمزور تھے۔ رسول تو ایک بھی ساری امت سے بڑھ کر اور قوی تر ہوتا ہے لیکن عوام پر اثر تعداد کا پڑتا ہے۔ وہ رسول کے اندرونی اور معنوی قوت سے ناواقف ہوتے ہیں جس سے واضح ہے کہ فرد یا جماعت کے ابتدائی عدد یعنی دو کا اثر لوگوں پر اتنا نہیں ہوتا جتنا ایک کثیر جماعت کا ہوتا ہے اور وہ کم سے کم تین کا عدد ہے جو دلوں پر مقصد کا اثر جلد ڈال دیتا ہے جسے یہ جماعت لے کر جاتی ہے۔ اسی لئے جمعہ کی نماز کے لئے حنفیہ کے یہاں جماعت شرط ہے اور اس میں کم سے کم تین نفر کا عدد شرط قرار دیا گیا ہے۔ تین سے کم ہوں گے تو جمعہ نہیں ہوگا۔ البتہ شوافع کے نزدیک جماعت جمعہ کے لئے چالیس نفر کا عدد شرط ہے کہ اس کے بغیر جماعت کثیر یا بڑی نہیں کہلائی جاسکتی۔ اتنا عدد نہ ہو تو جمعہ نہیں ہوگا۔ ظہر پڑھی

جائے گی۔

بہر حال تبلیغی سلسلہ حق جماعتی الگ رکھا گیا اور عموماً اس میں تین سے زیادہ ہی افراد شامل کئے جاتے ہیں تا کہ لوگوں پر حق کی تاثیر کے ساتھ تعداد کا بوجھ بھی پڑے اور ایسے میں لوگوں کے ذہن پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اتنے آدمی کہہ رہے ہیں تو کوئی تو بات ہوگی جو اتنے افراد ایک زبان ہو کر کہہ رہے ہیں۔ ورنہ حق کے لئے تو ایک بھی کافی ہو سکتا تھا۔ اسی اثر کے ڈالنے کے لئے حق تعالیٰ نے دو کے ساتھ تیسرا رسول اور شامل فرمایا۔ اور گاؤں والوں کے لئے تین رسول بھیجے ورنہ رسول تو ایک بھی بہت تھا کیونکہ رسالت تو خود ایک مستقل قوت ہے۔ نبی میں جو طاقت ہوتی ہے وہ پوری امت مل کر بھی نہیں ہوتی۔ جو روحانیت انبیاء میں ہوتی ہے وہ ایک کی بھی سارے عالم پر بھاری ہوتی ہے۔ لحاظ عوام کی ذہنیت کا کیا گیا ہے کہ جماعتی حیثیت سے ہی متاثر ہوتے ہیں۔ فرد کی حیثیت سے مغلوب نہیں ہوتے جیسے آج کل پارلیمنٹوں میں کثرت رہنے کو بطور اصول کے تسلیم کیا گیا ہے۔ حالانکہ کسی بھی مسئلہ کے لئے اصل طاقت قوتِ دلیل ہے مگر عوام الناس دلیل کی قوت کیا جانیں؟ ان پر تو افراد کی کثرت ہی بوجھ ڈال سکتی ہے کہ جدھر ہاتھ زیادہ اُٹھ جائیں وہ اسی کو قابل تسلیم سمجھ لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ فی زمانہ دینی اور مذہبی اداروں میں بھی کسی اختلافی مسئلہ کا فیصلہ کثرت رائے پر رکھا گیا ہے۔ نہ اسلئے کہ جدھر کثرت ہے حق بھی ادھر ہی ہوگا بلکہ رفع نزاع مقصود ہوتا ہے کہ بات بلا

Scanned by CamScanner

کسی جھگڑے کے قبول کرلی جائے۔ گو حق اگر ایک آدمی ہی دلیل کی قوت سے کہہ دے تو وہ اصولاً واجب التسلیم ہوتا ہے لیکن جب اس قوت کو سمجھنے والے نہ ہوں تو مجبوراً سر شماری ہی سے نزاع ختم ہو سکتا ہے۔

بہر حال اتنی بات واضح ہے کہ جماعت کی خود ایک تاثیر ہے جو بات کے ماننے پر عادتاً مجبور کر دیتی ہے۔ ورنہ فی نفسہ کثرت رائے کوئی حق و باطل کا معیار نہیں بالخصوص جب کہ رائے دینے والے بے دماغ بھی ہوں۔ اس قسم کی جمہوریت اور کثرت رائے کے بارے میں ڈاکٹر اقبال نے خوب کہا ہے ۔

بترس از طرز جمہوری اسیر پیر دانا شو
کہ از مغز دو صد خر فکر انسانی نمی آید

یعنی آج کی بے مغز جمہوریت سے ڈرتے رہو اور کسی پیر روشن ضمیر اور مرد خرد مند کے پابند ہو جاؤ کیونکہ اگر کہیں دو سو گدھے جمع ہو جائیں (اور انہیں کی اکثریت ہو) تو ان سے انسانی فکر تھوڑی ہی بر آمد ہو گی۔ صرف خری اور ابلہی ہی نمایاں ہو گی۔ اگر چہ ان کی تعداد بڑی سے بڑی بھی ہو۔ یعنی گدھے پانچ سو بھی جمع ہو جائیں تو وہ انسان تھوڑا ہی بن جائیں گے۔ رہیں گے بہر حال گدھے کے گدھے ہی۔ البتہ یہاں بحث ہے نیکوں کی کہ اگر دو کے ساتھ ایک نیک اور مل جائے تو حق کی قوت پہلے ہی سے تھی تعداد کے بڑھ جانے سے وہ اور بڑھ جائے گی اور عوام اس سے جلد متاثر ہو جائیں گے پس اس بنا پر تبلیغی سلسلہ میں جماعتی گشت

Scanned by CamScanner

رکھی گئی ہے کہ ایک نہیں بلکہ دو دو اور تین تین اور اس سے زیادہ مل کر نکلیں گے تو اول تو اس سے خود نکلنے والوں کو بھی قوت ملے گی اور دوسرے مخاطبوں پر بھی فوری اثر پڑے گا کہ اتنے آدمی جب مل کر ایک بات کہہ رہے ہیں تو کوئی نہ کوئی سچائی اس میں ضرور ہے۔ یہ اتنے مل کر جھوٹ بولنے نہیں آئے ہیں۔ بہر حال جماعتی انداز سے تبلیغ والوں کو نکالا جاتا ہے اور ساتھ ہی مسجدوں کو ان کا وطن بنایا جاتا ہے تاکہ ماحول کی برکت پھر مسجد کی برکت۔ پھر ذکر اللہ کی برکت اور پھر مقصد کی برکت مل کر ان کے اور ان کے مخاطبوں کے دلوں اور روحوں کو بیدار کرے۔ اور ادھر سے ان کے لئے نمازوں کی پابندی نفلوں کا شغل اور تہجد گزاری بھی رکھی گئی تاکہ مخلوق میں ہل مل کر اپنے خدا کو بھی یاد رکھیں کہ اصل بنیاد کامیابی کا تعلق مع اللہ ہی ہے۔ اس کا فرد کامل نماز ہے۔ جس کی روح خشیت اللہ اور خوفِ خدا ہے کہ اسی سے سچی انسانیت پیدا ہوتی ہے اور اسی خوفِ خداوندی سے نفس بھی گھائل ہوتا ہے۔ گناہوں پر جری نہیں رہتا بلکہ جرائم کا انسداد ہی خوفِ خدا ہے نہ کہ تشدد اور دباؤ سے۔ انسداد جرائم واقعۃً نہ پولس کر سکتی ہے نہ فوجی طاقت اور نہ ہتھیاروں کی کثرت۔ اگر فوجیں اور مہلک ہتھیاروں سے جرائم بند ہو جایا کرتے تو آج کی دنیا سب سے زیادہ متقی ہوتی۔ مگر سب سے زیادہ فسق وفجور میں آج ہی کی دنیا مبتلا ہے حالانکہ فوجی قوتوں میں کمی نہیں۔ پولس جگہ جگہ پر تعینات ہے مہلک آلات اور اسلحہ کی کمی نہیں مگر فسق وفجور ہے کہ زیادہ سے زیادہ

پھیلتا جارہا ہے۔ اس سے صاف نظر آتا ہے کہ محض پولس یا فوج یا سامانِ جنگ کی طاقت سے جرائم کا انسداد نہیں ہو سکتا۔ جرائم کا انسداد جب بھی ہو گا وہ خدا کے خوف سے ہو گا۔ پولس زیادہ سے زیادہ ان جرائم کو روک سکتی ہے جو منظر عام پر ہو رہے ہوں۔ اور اس پر کھل بھی جائیں اور وہ بھی جرائم کے افعال کی حد تک ہی روک تھام کر سکتی ہے۔ مجرموں کے دلوں کو نہیں بدل سکتی کہ ان میں سے جرائم کا جذبہ نکال دے۔ لیکن خدا کا قانون جس کی بنیاد خوف خدا پر ہے صرف جرائم کے افعال ہی کو نہیں روک دیتا بلکہ دلوں سے ان کا مادہ بھی نکال پھینکتا ہے اور آدمی کو جرائم سے ایسی ہی نفرت ہو جاتی ہے جیسے بول و براز سے۔ پس قانونِ دنیا ظاہر پر پابندی کو عائد کرتا ہے۔ دل اسی طرح سے آمادۂ جرائم رہتے ہیں۔ لیکن قانونِ آخرت دلوں ہی کو بدل ڈالتا ہے کہ ان میں جرائم کی خو ہی باقی نہ رہے۔ پس دین کا قانون خود ایک مستقل پولس ہے جس کا پہرہ دل پر رہتا ہے۔ اور تنہائی میں بھی آدمی جرائم سے دور ہو جاتا ہے جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا۔ جذبہ صرف یہ ہوتا ہے کہ گو اس جرم کو یہاں کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔ لیکن میرا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ جب وہ یوم آخرت میں مجھ سے مواخذہ کرے گا تو میں کیا جواب دوں گا۔ گویا دین حق ہر دل اور ہر ضمیر کو ایک مستقل نگراں اور محافظ بنا دیتا ہے۔ اور جب خوف کے ساتھ اپنے آقا سے یہ امید بھی بندھی ہوئی ہو کہ وہ میرے اس تقویٰ اور جرائم سے بچتے رہنے کے عمل کو ضائع بھی فرمائے گا بلکہ ساتھ ہی اجر عظیم

Scanned by CamScanner

بھی عطا ہو گا۔ وہ میرے لئے دوامی نعمت اور رحمت کے دروازے کھول دے گا تو یہ جرائم سے بچنے کا عمل ایک دیندار میں اور بھی زیادہ لذیذ ہو جاتا ہے اور وہ مجبوری کو نہیں بلکہ بطوع ورغبت ان جرائم سے بھاگنے لگتا ہے۔ اسی لئے اس ایمانی قوت کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ:

وہ خوف وامید کے درمیان میں ہے نہ محض خوف کا نام ایمان ہے نہ محض امیدیں باندھتے رہنے کا نام ایمان ہے بلکہ الایمان بین الخوف والرجا (ایمان خوف اور امید کے درمیان میں ہے)

اس درمیانی کیفیت ہی سے عمل کا اضافہ بپا ہوتا ہے ورنہ کوئی خادم محض امید سے خدمت نہیں کر سکتا۔ اسے ڈر ہی نہیں ہوتا جس سے وہ جرائم سے بچے۔ وہ جانتا ہے کہ میں لاکھ جرم کروں گا لیکن آقا اتنا رحیم وکریم ہے کہ مجھے ہر صورت میں معاف ہی کر دے گا۔ تو پھر عملی جدوجہد اور مشقت اٹھانے کی ضرورت ہی کیا ہے اور خوب دل کھول کر جرائم پر جری ہو جائے گا۔ ایسے ہی محض ڈر، دہشت سے بھی خدمت ممکن نہیں جب کہ آقا سے کوئی توقع اور امید نفع رسانی نہ ہو وہ بلا شبہ ایسا خادم بھی معطل ہو جائے گا اور کبھی بھی عمل نہیں کرے گا۔ وہ جانتا ہے کہ آقا بہر حال سخت گیر ہے میں خدمت کتنی ہی کروں بہر حال مجھے مار ہی کھانی ہے اور پٹنا ہی ہے تو پھر مجھے عمل اور خدمت کی مصیبت بھرنے کی کیا ضرورہے جب پٹنا، آخر بھی پٹنا ہے تو میں آرام سے پڑ کر سوتا کیوں نہ رہوں اور دل کھول کر عمل کے وقت ہی میں آرام کیوں نہ لے لوں؟

Scanned by CamScanner

بہر حال محض خوف زدہ خادم بھی کام نہیں کر سکتا اور محض امید زدہ خادم بھی عمل نہیں کر سکتا۔ دونوں معطل ہو کر رہ جائیں گے۔ کام وہی کرے گا جسے ایک طرف تو ڈر لگا ہو کہ عمل نہیں کروں گا تو سزا بھگتنی ہوگی اور ایک طرف امید بندھی ہوئی ہو کہ عمل کروں گا تو بڑے بڑے انعامات سے نوازا جاؤں گا۔ بہر حال سختی و نرمی۔ خوف اور امید ہی دو بازو ہیں جس سے عمل کا پرندہ پرواز میں آسکتا ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

درشتی و نرمی بہم در بہشت   چورگ زن کہ جراح و مرہم نہست

سختی و نرمی ملی ہوئی ہی اچھی ہے جیسے ڈاکٹر زخم پر نشتر بھی لگاتا ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے اور مرہم بھی لگاتا ہے جس سے راحت پہنچتی ہے۔ اگر محض نشتر ہی نشتر لگاتا رہے اور مرہم نہ لگائے تو مریض کل کا چلتا آج چل دے گا۔ اور مرہم ہی لگاتا رہے۔ نشتر نہ لگائے تو مادہ پھیل کر پلوں دوڑ جائے اور سارا بدن مسموم بن کر ہلاک ہو جائے۔ غرض محض مرہم بھی کافی نہیں اور محض نشتر بھی کافی نہیں دونوں ہی کی بہر حال ضرورت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ شانہٗ جب معصیتوں کے پھوڑے اور دنبل روح میں نکل آئیں تو مصیبتیں اور آفات بھیج کر آپریشن بھی کر دیتے ہیں تاکہ گناہوں کا مادۂ فاسد روح سے خارج ہو جائے اور آدمی کو ہر وقت ان مصائب و آفات کا خوف لگا رہے۔ اور وہ ان گناہوں سے بچنے کی جد و جہد میں لگا رہے اور پھر راحتوں کا مرہم بھی رکھ دیتے ہیں تاکہ بندہ کی امید بھی بندھی رہے اور وہ ان راحتوں اور نعمتوں کے شوق میں

زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتا رہے، بہر حال اس مالک حکیم نے دنیا میں راحتیں بھی رکھی ہیں تاکہ امید قائم رہے اور مصیبتیں بھی رکھی ہیں تاکہ خوف بھی قائم رہے۔ اور دونوں کے باہم رہنے سے عملی جدو جہد کا کارخانہ چلتا رہے۔ اس لئے فرمایا کہ ایمان خوف و رجاء اور امید و بیم کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔ نہ امید محض کا ہے اور نہ خوف محض کا۔ اس لئے میں نے عرض کیا تھا کہ دل میں اگر خوفِ خدا نہ ہو تو جرائم کا انسداد نہیں ہو سکتا اور امید آخرت نہ ہو تو نیکیوں کا کارخانہ بپا نہیں رہ سکتا۔

ہمارے حضرت تھانوی کے ایک متوسل سہارنپور سے کانپور کے لئے چلے تو سہارنپور کے گنے جو اس زمانہ میں بہت مشہور تھے انہوں نے بہت کافی مقدار میں خرید کر ساتھ لے لئے۔ اور تولنے کے کانٹے پر لا رکھے تاکہ تلوا کر زائد محصول ادا کر دیں بابو نے دیکھا کہ ایک مولوی صورت نیک آدمی گنے لے جا رہا ہے تو اس نے ازراہ عقیدت کہا کہ

بس مولوی صاحب! آپ گنے لے جائیں۔ تلوانے کی ضرورت نہیں۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ: جناب آپ تلوا ہی دیں کیونکہ اس میں بہر حال چیکر بھی آتے ہیں وہ جب دیکھیں گے کہ سامان کی بلٹی نہیں ہے تو وہ محصول الگ لے گا اور جرمانہ الگ تو میں دوہرے بار کے نیچے دب جاؤں گا۔ اس لئے آپ تول ہی لیں کہ یہاں میں اکہرا محصول دے کر ہلکا ہو جاؤں گا۔

Scanned by CamScanner

بابو نے کہا: ہم چیکر سے کہلادیں گے وہ بھی آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔ آپ گنے لے جائیں مولانا نے کہا کہ: جناب مجھے کانپور جانا ہے راستہ میں غازی آباد پر گاڑی تبدیل ہو گی اور نیا چیکر آئے گا اور وہاں دوسرا محصول دینا پڑا تو مسافت بڑھ جانے سے پہلے جرمانہ سے بھی دگنا محصول ہو جائے گا۔

کہا: ہم اس چیکر سے بھی کہلادیں گے۔ وہ بھی آپ سے کچھ نہیں کہے گا۔

انہوں نے کہا کہ: صاحب کانپور میں گیٹ بابو سے بھی تو سابقہ پڑے گا وہ اسٹیشن سے باہر جانے ہی نہیں دے گا جب تک محصول ادا نہ کردیا جائے اور وہاں پہنچتے پہنچتے محصول چوگنا ہو جائے گا تو میں غریب آدمی کہاں تک بھروں گا۔

بابو نے کہا کہ: ہم اس چیکر کے ذریعہ گیٹ بابو سے بھی کہلادیں گے وہ بھی آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔ بس اب تو آپ کو گنے لے جانے میں کوئی پس و پیش نہیں ہے جاؤ گنے لے جاؤ۔

مولانا نے کہا کہ: اچھا۔ یہاں تک کا بندوبست تو آپ نے کردیا۔ آگے کا بندوبست کون کرے گا؟ اس نے کہا۔ آگے کا کیا بندوبست؟ آپ کا گھر آجائے گا وہاں کسی بندوبست کی کیا ضرورت ہے؟

مولانا نے کہا: جی نہیں۔ آگے آخرت کا قصہ بھی تو لگا ہوا ہے۔ اگر آخرت میں اللہ میاں نے پوچھ لیا کہ ریلوے کی چوری کیوں کی تھی؟

تو میں کیا جواب دوں گا۔

بابو نے کہا کہ: جب ہم خود ہی معافی دے رہے ہیں تو آپ خدا کو بھی یہی جواب دے دیں کہ ریلوے نے ہی یہ محصول معاف کر دیا تھا۔

مولانا نے فرمایا کہ: یہ جواب جب چل سکتا ہے کہ جب آپ کو محصول معاف کرنے کا حق ہو۔ اور یہ حق آپ کو نہیں کیونکہ آپ ریلوے کے مالک نہیں ملازم ہیں۔ ملازم ریلوے کا کوئی وکیل نہیں ہوتا جسے مالک نے اختیارات دے رکھے ہوں تو خدا کے یہاں تو یہ جواب چلے گا نہیں۔

بابو بے چارہ چپ ہو گیا اور مولانا نے گنا تلوا کر پورا محصول ادا کر دیا۔ بابو نے دوسرے سے انگریزی میں کہا کہ: یہ حجتی مولوی صاحب دیوانے معلوم ہوتے ہیں (اور مولوی صاحب انگریزی جانتے تھے) انہوں نے سن کر کہا۔

صحیح ہے میں دیوانہ ضرور ہوں مگر خدا کا دیوانہ ہوں دنیا کا نہیں ہوں۔

واقعی اس زمانے میں خدا اور رسول اور دین کا نام لینا بھی مجنون بننا ہے۔ اکبر نے کہا تھا کہ:

اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

لوگ جب دیکھیں گے کہ اس شخص کے پاس سوائے نام خدا کے اور کوئی نام ہی نہیں رہ گیا ہے تو دنیا کے دیوانے اسے مجنوں اور خبط الحواس نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟ اور ہم یہ کہیں گے کہ اس دور

Scanned by CamScanner

میں جو مجنون نہیں بنے گا وہ خدا کا نام نہیں لے گا اور وہی در حقیقت عاقل ہو گا۔ عارف رومی نے خوب فرمایا ہے کہ ۔

آزمودم عقل دور اندیش را　　　　بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

میں نے عقل دور اندیش کو بہت آزمالیا۔ مجبور ہو کر دیوانہ بنا ہوں کہ بغیر دیوانگی کے کوئی بھی کام نہیں چلتا چہ جائے کہ خدا تک پہنچنے کا کام چل جائے۔ اس لئے کہا کہ ۔

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد　　　　اوست فرزانہ کہ فرزانہ نشد

دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ نہیں بنتا اور عقل مند بننا نہیں چاہتا۔

اس لئے عاقل وہی ہے کہ اپنے کام کا دیوانہ بن جائے اور اسے قصد کے سوا کوئی اور کام نہ رہے اور اس میں صرف و صرف مقصد ہی کا سودا سمایا ہوا ہو۔ کوئی لاکھ ملامت کرے یا سنجیدگی سے مقصد سے ہٹ جانے کی نصیحت کرے وہ کسی آن مقصد سے نہ ہٹے۔ مقصد کی راہ میں نہ جان کی پرواہ ہو، نہ راحت و آرام کی، نہ بدنامی کا خوف مانع ہو۔ نہ لالچ کی کوئی توقع حارج ہو۔ حضرت بلالؓ کا واقعہ ہے کہ کلمۂ اسلام قبول کر لینے کے بعد ابو جہل نے ان کو طرح طرح کی ایذائیں دینی شروع کیں۔ جلتی دوپہر میں ننگے بدن لٹا کر انگاروں پر انہیں لٹاتا جس سے کمر جل جل کر چربی پگھلنے لگتی اور حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ آگ اس چربی سے بجھنے لگتی تو ان پر پتھر کی سل رکھ کر کہتا۔ اب بھی شرو کفر کا کلمہ نہیں کہتے مگر ان کی زبان سے ایک ہی کلمہ نکلتا تھا کہ اَحَدٌ اَحَدٌ اور اسی سے ان کے

Scanned by CamScanner

قلب کو چین اور سکھ ملتا گویا زبان حال سے فرماتے کہ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ غرض انہیں شراب معرفت پلائی گئی تھی جسے کوئی ترشی اور شیرینی اتار ہی نہیں سکتی۔ ایمان کی بشاشت جب دل میں رچ جاتی ہے اور خوف آخرت جب رگ و پے میں سما جاتا ہے تو ہر غیر اللہ کے خوف سے قلب پاک ہو جاتا ہے۔ یہی وہ پختگی راسخ اور اعتقادی ہے جسے سطح پرست دنیا کے دلدادہ دیوانگی اور جنون سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ایسے ہی دیوانے بن جاؤ تا کہ تم فرزانے ہو جاؤ اور ایسے ہی مست عرفان ہو جاؤ کہ جان و مال اور فرزند و زن کا خیال بھی اس میں حارج نہ ہو۔

آں را کہ ترا شناخت جاں را چہ کند   فرزند و عیال و خانماں را چہ کند؟

صحابہؓ سے زیادہ کون دانشمند ہو گا جو صرف اپنے خدا اور آخرت کے دیوانے ہو چکے تھے مگر اس دیوانگی میں انہوں نے ملک فتح کئے تو وہ قانون نافذ کئے کہ آج کے فرزانے بھی انگشت بدنداں ہیں۔ اور ملک گیری کے معاملات میں بھی انہیں کے نقش قدم پر چلنے کے لئے مجبور ہیں۔ خود اصل یورپ کے مریدوں کا مقولہ ہے کہ حضرت عمرؓ اگر چند سال اور زندہ رہ جاتے تو دنیا میں کسی غیر اسلامی قانون کا وجود باقی نہ رہتا۔ اسی لئے انہوں نے اس دیوانگی سے دین بھی تھاما اور سلطنتیں بھی چلائیں اور عالی حکومتیں بھی قائم کیں۔ آج کل کے لوگوں کا یہ کہنا غلط نہیں ہے جو دیوانے تھے اور ان میں عقل نہ تھی۔ مگر کون سی عقل نہیں تھی وہ

رسمی عقل جس کا نام چالاکی اور عیاری ہے جسے ڈپلومیسی اور نفاق کہتے ہیں مگر اس کا نام عقل نہیں۔ خبط الحواس اور شہوات و شبہات کا اندھاپن ہے اگرچہ آپ عقل عقل پکارتے رہیں۔

خرد کا نام جنوں ہو جنوں کا نام خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

چالاکی کی صورت بھی عقل ہی جیسی ہوتی ہے مگر دونوں کی حقیقتوں میں زمین اور آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔ عقل واقعہ کو واقعہ رکھ کر تدبیر سے صحیح نتائج پر پہنچتی ہے۔ اور۔ چالاکی واقعہ کو غیر واقعہ اور غیر واقعہ کو واقعہ بنا کر فریب اور دھوکہ سے کام نکالتی ہے۔ مگر اسلام کسی حالت میں بھی فریب کو قبول نہیں کرتا خواہ سیاست کا میدان ہو یا دیانت کی فضاء بے پایاں ہو۔ وہ اصل کو اصل رکھ کر صحیح نتائج تک پہنچتا ہے۔ مگر یہ دانش کے لئے پیدا ہوتی ہے۔ صرف ایمان سے اور ایمان کے دو بازو ہیں ذکر اور فکر۔ ذکر سے عشق الٰہی ابھرتا ہے اور فکر سے عقل تیز ہوتی ہے جس کے آگے ہر عقل گردن جھکا دیتی ہے۔ جب ایمانی قوت اللہ کی ذات سے کنکشن ہو جاتا ہے تو سر چشمۂ عقل بھی وہی ہے اور سر چشمۂ محبوبیت بھی وہی ہے اس لئے عقل سے تو صحیح علم ابھرتا ہے اور ذکر سے محبت الٰہی غالب ہو جاتی ہے۔ اس لئے اللہ سے وابستہ ہو کر جو عقل نشوو نما پاتی ہے اس کی روشنی میں نہ آدمی کسی کو دھوکہ دیتا ہے نہ کسی کے دھوکہ میں آتا ہے۔ دھوکہ میں نہ آنا کمال عقل کی دلیل ہے اور دھوکہ

Scanned by CamScanner

نہ دینا کمال دین و دیانت کی دلیل ہے۔ اس لئے اسی ذکر و فکر کے مجموعہ کا نام قرآن میں عقل رکھا ہے۔ مگر یہ کیفیت کہ عقل اور دین دونوں جمع ہو جائیں صحیح ترتیب اور صحیح ماحول سے پیدا ہوتی ہے۔ محض اپنی ذاتی سوچ بچار سے نہیں۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ تبلیغی جماعت میں اس ماحول کو بنانے کی صورت رکھی گئی ہے، جس میں ذکر اللہ کی بھی تلقین ہوتی ہے تاکہ محبت الٰہی پیدا ہو اور فکر آخرت کی بھی صورت رکھی گئی ہے تاکہ دھوکہ، فریب اور فضولیات سے بچاؤ میں آجائے۔ غرض دوسروں کو دین حق پہنچانے اور انہیں نصیحت کرنے نیز خود اپنے کو صالح بنانے کی صورت عوام کے لئے اس سے بہتر دوسری نہیں ہے۔ یہ تبلیغی فارمولا کسی عقلی سوچ بچار سے نہیں بنایا گیا ہے بلکہ معرفت حق اور الہام غیب سے پیدا شدہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے جنھوں نے محض دواعی قلب اور واردات حق سے اصلاح عوام کا یہ خاکہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسی لئے اس سلسلہ پر جب کوئی شخص اعتراض کرتا ہے تو میں اس کا جواب یہی دیتا ہوں کہ - بھائی اول تو کوئی بھی جماعت کوتاہی یا زلت و لغزش سے پاک نہیں۔ ہر فرد اور ہر جماعت میں کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے۔ بشری کارخانہ ہے۔ غلطی اور لغزش سے کلیتہً مبرا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس پر نظر ڈالنا اصولی غلطی ہے۔ نظر اس پر ڈالو کہ جو اسکیم کسی عارف باللہ کے قلب سے نکلتی ہے وہ اپنی اصل کے اعتبار سے بلاشبہ صحیح ہوتی

ہے۔ کسی طریق عمل یا طرز کار میں کوئی کمزوری ہو تو وہ افراد کی ہوتی ہے نہ کہ اسکیم کی۔ سو اس کی اصلاح کرلی جائے۔ اسکیم کو ترک کر دینے یا مجروح ٹھہرانے کے کوئی معنی نہیں ہوسکتے۔ جس کا حاصل یہ کہ عارفین کے قلب سے جو چیز نکلتی ہے اس میں معرفت اور نورانیت کی شان ہوتی ہے۔ اور اعتراضات جو کچھ ابھرتے ہیں وہ محض دانشوری اور عقل خام سے پیدا ہوتے ہیں جن میں بمقابلۂ معرفت کوئی روشنی نہیں ہوتی تو اندھیرے سے روشنی کو کھودینا کون سی دانشمندی ہوگی؟ جیسے دارالعلوم دیوبند کے وہ آٹھ بنیادی اصول جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ بانیٔ دارالعلوم دیوبند نے مرتب فرمائے انہیں دیکھ کر مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے باچشم تر فرمایا کہ:

ان اصولوں کا عقل سے کیا تعلق یہ تو سرچشمۂ معرفت سے نکلے ہوئے ہیں اور محض الہامی ہیں اور حیرت ہے کہ جن باتوں تک ہم سو برس دھکے کھا کر پہنچے ہیں۔ یہ بزرگ سو سال پہلے ہی ان تک پہنچ چکے تھے جب کہ ان کا کوئی عملی تجربہ سامنے نہ تھا تو سوائے الہام غیب کے انہیں اور کس چیز پر محمول کیا جائے۔ بہر حال جو اصول اہل اللہ کے قلوب پر بصورت واردات و الہام اترتے ہیں اس کی بنیاد پکی اور پاک و صاف ہوتی ہے۔ بعد والوں کی کسی عملی خرابی سے اگر وہ واقعی بھی ہو ان اصول کی حقانیت اور برکت اور لازم العمل ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور نہ ہی ان کی کشش میں فرق آتا ہے۔ اس لئے تبلیغی تحریک کا جو

Scanned by CamScanner

اصولی نقشہ حضرت مولانا الیاس رحمتہ اللہ علیہ نے لاکر رکھا وہ چلا اور چل رہا ہے اور ہماری کسی جزوی خرابی سے اگر وہ من و عن تسلیم بھی کرلیا جائے اس میں فرق نہ آیا نہ آئے گا۔ وہ اپنی خیر اور خوبی سے یوں ہی چلتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مشرق اور مغرب میں یہ چیز چلی اور چلتی رہے گی۔ محض عقلی سوچ بچار کے فارمولوں میں یہ قوتِ نفوذ عادۃً نہیں ہوتی۔

بہر حال ایک دماغ سے نکلی ہوئی چیز ہوتی ہے اور ایک قلب صافی سے بر آمد شدہ چیز، اول چند دن چل کر دم توڑ دیتی ہے۔ ثانی سیلاب کے بہاؤ کی طرح سارے جنگل اور میدان طے کر لیتی ہے کیونکہ ایک کا تعلق بواسطہ عقل دنیا سے ہوتا ہے اور ایک کا تعلق بواسطہ نزول رحمت اللہ و رسول اور آخرت سے ہوتا ہے۔ ایک مادیت کے محدود دائرے میں محدود ہے اور ایک روحانیت کے لامحدود دائرہ کی چیز ہے۔ اس لئے یقیناً قلبی تحریک کے ساتھ غیبی مدد اور باطنی برکتیں شامل ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ تبلیغی تحریک عوام کی دینی اصلاح کرنے کا ایک بہترین فکر ہے جو منجانب اللہ ایک عارف باللہ کے قلب پر وارد شدہ ہے۔ اسی لئے وہ عوام کی اصلاح اور ان کی کایا پلٹنے کے لئے بہترین تجربہ ثابت ہوا ہے۔ اس لئے میرے بھائی اس میں جتنا بھی وقت دے سکیں وہ دینی فائدہ اور برکت سے کبھی بھی خالی نہیں ہوگا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اسے دوسروں کی حق تلفی کا ذریعہ نہ بنایا جائے اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ اس کے گشت میں نکلنے سے اس کے بال بچے بھوکے مر جائیں گے اگر وہ اس میں وقت دے

Scanned by CamScanner

تو اسے اہل و عیال کا پورا انتظام کر کے جانا چاہئے ورنہ قیامت کے دن اس سے مواخذہ ہوگا کہ تو دوسروں کی اصلاح کے لئے تو گھر سے نکل آیا اور خود اپنے گھر کے بال بچوں کو فقر و فاقہ میں مبتلا چھوڑ آیا تو یہ سبب عذاب بن جائے گا۔ آدمی اتنا ہی کام کرے جتنا اس کی بساط میں ہے اور اتنا ہی نکلے جس میں اہل و عیال کے حقوق تلف نہ ہوں۔ آدمی پر جیسے اس کے دین کا حق ہے ایسے ہی اس کی بیوی کا بھی حق ہے۔ اولاد کا بھی حق ہے۔ پڑوسیوں کا بھی حق ہے۔ عزیزوں کا بھی حق ہے۔ رشتہ داروں کا بھی حق ہے اور قوم کا بھی حق ہے۔ ان سارے حقوق کی ادائیگی کو سامنے رکھ کر ہی تبلیغی اقدامات کئے جائیں۔ اس ادائیگی حقوق کے ساتھ جب آدمی اس کام کے لئے نکلے گا تو وہ بلا شبہ اس حدیث کا مصداق بن جائے گا جس کی میں نے آغاز تقریر میں تلاوت کی ہے کہ:

لایبقی علی ظھر الارض بیت مدر ولا دبر الا ادخله الله کلمة الاسلام بعز عزیز و ذل ذلیل.

روئے زمین پر کوئی کچا اور پکا گھرانا باقی نہیں رہے گا۔ جس میں اسلام کا کلمہ نہیں پہنچ جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اس عالم اسباب میں وہ جب ہی پہنچے گا جب پہنچانے والے پہنچائیں گے۔ اور نیک دل وقت دینے والے وقت دیں گے۔ اور اس کے وسائل بننے والے پہنچانے کا وسیلہ بنیں گے اور وہ ہم ہی آپ ہوں گے اور کون ہوگا۔ کسی عورت سے کسی گنواری عورت نے گنوارو زبان میں پوچھا تھا کہ۔ اری فوج کسے کہیں؟ اس

Scanned by CamScanner

نے کہا۔ میرا خصم اور تیرا خصم اور فوج کیا ہوتی ہے؟ پس قوم بھی میں اور تم ہی ہیں۔ جب مجھ میں۔ آپ میں یہ تحریک چل پڑے گی تو بھی قومی تحریک ہو جائے گی اور کوئی کچا پکا گھرانہ اس تحریک سے خالی نہیں رہے گا۔ افراد اس میں لگ جائیں گے تو وہی قوم کا لگ جاتا ہے۔ فرد کی اصلاح ہی جماعت کا اصلاح ہے۔ اور اس میں دونوں پہلوؤں کی رعایت موجود ہے۔ اس لئے جتنی اس میں جدوجہد کی جائے اس کا نفع عام ہو کر پھر آپ ہی کی طرف لوٹ آئے گا جو جتنا اس میں لگے گا وہ اتنا ہی اس حدیث کا مصداق بنتا چلا جائے گا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ میرے بھائیو یہ دین تو خدا کا پھیل کر رہے گا۔ وعدۂ خداوندی ہے جو اٹل ہے۔ خوش قسمتی ہماری ہو گی کہ ہم اس بارے میں جوارح حق بن جائیں۔ اگر آپ آگے نہیں آئیں گے تو حق تعالیٰ دوسری اقوام کو کھڑا کر دیں گے جو اس کام میں آگے آجائے گی اور آپ ختم کر دیئے جائیں گے۔ و ان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم. اس لئے یہ تو انگلی کاٹ کر شہیدوں میں داخل ہونا ہے۔ موقعہ کو غنیمت سمجھو اور کام میں لگو یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس تحریک کے بارے میں کچھ خلجان ہو اور آپ اس کے طریق عمل کر پسند نہ کرتے ہوئے اس کے خلاف کسی دوسرے طرز عمل کی رائے رکھتے ہوں کیونکہ نفس تبلیغ اور تذکیر تو بلاشبہ منصوص اور فرض ہے جس سے گریز ممکن نہیں لیکن اس کا طریق عمل کلیتہً منصوص نہیں بلکہ ایک عارف باللہ کا ایک انکشاف اور الہام ہے

Scanned by CamScanner

وحی نہیں ہے اور کشف والہام حجت شرعیہ نہیں ہوتا اس لئے نہ وہ فرض ہوگا نہ واجب۔ اس میں دوسری رائے کی گنجائش بھی ہو سکتی ہے جو اس طرز کار کے خلاف ہو۔ لیکن اس کا طریق یہ ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ آپ محض طرز عمل کے تفاوت سے اپنے ذہنی طرز عمل پر زور دے کر عوام کے سامنے برملا اسکے مروجہ طرزعمل کے خلاف پر کھڑے ہو جائیں۔ کیونکہ اول جیسے وہ طرز عمل منصوص نہیں۔ آپ کا ذہنی نظریہ بھی تو منصوص نہیں ہے کہ آپ اس پر جدو اصرار کریں۔ دوسرے یہ کہ آپ اپنا ذہنی نظریہ اگر اسی اصرار کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کرنے لگیں گے تو وہ اپنی سطحی ذہنیت سے طرز کار تو الگ رہا اصل کار ہی سے گریز کرنے لگیں گے اور چلتا چلاتا کام رک جائے گا۔ اور وہ تمام منافع اور فوائد برباد ہو جائیں گے جو اس کام پر مرتب ہو رہے ہیں۔ اس لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنے ذہنی اشکالات پر زور دینے یا انہیں عوام کے سامنے پیش کرنے کے بجائے ذمہ داران تحریک کو ان سے آگاہ کریں۔ اگر وہ اسے درخور اعتناء نہ سمجھیں تو بجائے اس کے کہ آپ ان کے کام کی مخالفت پر کھڑے ہوں۔ اور محاذ بنا کر سامنے آئیں یہ صورت بہتر ہوگی کہ اپنے طرز پر مثبت پہلو میں کوئی کام کر کے دکھلائیں۔ منفی پہلو اختیار نہ کریں۔ کاموں کا تعدد مضر نہیں تبدّد (یعنی اختلاف تناقض اور ردو قدح) امت کے لئے مہلک ہے اجتہادی و فکری امور میں منفی پہلو محض مخالفت برائے مخالفت ہے جو کوئی موضوع دین یا موضوع امت

Scanned by CamScanner

نہیں ہو سکتا بلکہ محض تعصب اور عصبیت ہو گا جس کی دین نے خود مخالفت کی ہے اور اس کی جڑ اکھاڑ کر پھینک دی ہے۔ اس لئے محض کسی کام یا کسی جماعت کی مخالفت بھر مخالفت نہ دین کی کوئی خدمت ہو گی نہ امت کی بلکہ مثبت پہلو سے دین پھیلانا ہی موضوع دین اور موضوع امت ہے جو اس حدیث پاک کا منشاء ہے جو میں ابتداء تقریر میں تلاوت کی تھی تاکہ دین حق کا کلمہ گھر گھر داخل ہو جائے۔

یہ چند اقتباسات تبلیغی جماعتوں کے سلسلے میں میں نے اس حدیث کی روشنی میں عرض کئے ہیں خدا کرے کہ صدا بصحراء ثابت نہ ہوں۔ مقصود نہ تقریر تھی نہ طلاقت لسانی۔ سادہ سادہ الفاظ میں تبلیغی جماعت کے سلسلے میں ایک صحیح مقصد کی محض ترجمانی مقصود تھی۔ آپ کی عنایت ہو گی اگر آپ اسے سمجھ لیں اور مان لیں بہر حال اس حدیث کی ایک اجمالی حد تک شرح سامنے آ گئی ہے جو آپ کی حد تک عمل کے لئے کافی ہے۔

Scanned by CamScanner

حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ

کی

تقریر

جو بنگلہ دیش کے اجتماع میں کی گئی

جسے مرتب نے کیسٹ سے نقل کر کے ناظرین کیلئے پیش کیا ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ہمیں ایک محنت کرنی ہے اور محنت کرنے ہی سے آدمی، آدمی بنتا ہے، محنت تو کر رہے ہیں لیکن آج ہم محنت کر رہے ہیں چیزوں پر دنیا کی، دنیا کی یہ ظاہری چیزوں پر۔ اس پر ہماری یہ محنت لگ رہی ہے، ہماری یہ محنت جو ہے دین پر ایمان پر اعمال پر لگنے والی بن جائے اس کی کوشش کرنی ہے۔

کوشش تو انسان کرتا ہے، محنت کرتا ہے، یہ انسان کی فطرت ہے محنت اور مشقت انسان کی فطرت کے اندر ہے۔ لیکن وہ محنت جو ہے

Scanned by CamScanner

اچھی ہے جو محنت سچی ہے، وہ محنت جو ہے اصل ہے جس کا فائدہ ہمیشہ ملے گا۔ دنیا کی اتنی محنتیں کی جاتی ہیں جس کا فائدہ اگر ملتا بھی ہے تو وہ موت تک ہے۔ موت کے بعد کام آنے والی چیز نہیں ہے۔ موت کے بعد کام آنے والی چیز وہ ہے جو دین پر، ایمان پر اعمال پر کی جاتی ہے، لیکن ہماری محنتیں اس سے یکسر خالی ہیں اس سے جو ہیں بیگانہ ہیں، اس سے ہٹی ہوئی ہیں جماعت میں نکلنا اس لئے ہے کہ ہماری یہ محنت جو ہے آخرت پر ہو جائے، ہماری یہ محنت جو ہے دین پر ہو جائے، ہماری یہ محنت جو ہے اعمال پر ہو جائے جتنی محنت کی جائی گی اعمال زندہ ہوں گے، اتنی محنت کی جاوے جتنا دین زندہ ہو جاوے دین کی اور اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ جو ہے وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہے آخرت میں کام آنے والا ہے۔ موت کے بعد کی زندگی میں بدلہ دلانے والا ہے اس کو کرنا ہے سیکھنا ہے اس پر اپنی محنت کو لانا ہے جتنی محنت کی جائے گی، جتنی کوشش کی جائے گی، اتنے ہی اعمال زندہ ہوں گے اتنا دین زندہ ہو گا اتنا جو ہے وہ آخرت میں کام آئے گا۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے یہ دنیا کی زندگی ختم ہو جانے کے لئے ہے، دنیا میں ہمیشہ رہنا نہیں ہے۔ دنیا میں جو آیا ہے اسے جانا ہے، موت کے بعد کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے وہاں پر کام آنے والا سرمایہ وہاں پر کام آنے والی چیز وہ اصلی کام آنے والی ہے ہم جو ہیں اس کو اختیار کریں اس کی فکر کریں۔ اس کی محنت کریں کوشش کریں اور اس کی کوشش کیا ہے؟ اس کی کوشش یہ ہے کہ ہمارے اندر اعمال زندہ

Scanned by CamScanner

ہو جائیں اور اعمال کی کوشش کرنے والے بن جائیں، اعمال یہی ہیں آخرت میں کام آنے والے۔ دنیا کے اندر اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دلوں کے اندر سکون اور روح کو راحت ملتی ہے اور آخرت میں اُس کا بدلہ اور اس کا صلہ ملتا ہے، اس کی کوشش کرنا ہے، اس کی محنت کرنا ہے اس میں اپنے آپ کو ڈالنا ہے، جتنی کوشش کی جائے گی جتنی محنت کی جائے گی اس کا صلہ آخرت میں ملے گا جتنا آخرت کے اندر درجہ بلند ہوگا اتنی آخرت کی نعمتیں ملیں گی آخرت میں اتنی نوازش ہوگی۔ یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے، یہی ہماری زندگی کا منصب ہے ہم جو ہیں اپنی زندگی میں دین کی کوشش کرنے والے۔ دین کی محنت کرنے والے۔ دین پر چلنے والے، دین پر مرنے والے بن جائیں تو یہ انشاء اللہ آخرت کی کامیابی کا راستہ ہے موت ایمان پر آجائے اچھے اعمال پر آجائے ہمیشہ ہمیش کی راحت ہے ہمیشہ ہمیش کی آرائش ہے، ہمیشہ ہمیش کے لئے دل کا سکون اور راحت کی زندگی ہے۔ آدمی کی جیسی زندگی گزرتی ہے ویسی موت کے وقت معاملہ ہوتا ہے۔ زندگی دین پر گزرے گی انشاء اللہ موت بھی دین پر ہی آئے گی اور زندگی دین سے غافل ہو کر اعمال سے بے گانہ ہو کر گزرے گی تو موت کا بھی خدائے پاک ہی محافظ ہے کہ اس وقت میں کیسی، موت آئے گی موت تو آنی ہے اس سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہر وقت موت آنی ہے اپنے وقت پر آنی ہے عقل مند آدمی وہ ہے جو اس کی تیاری میں لگا رہے اس کی فکر کرتا رہے اس کا سامان کرتا رہے جو

Scanned by CamScanner

کرے گا اس کے کام آئے گا۔

اور اس کی موت جو ہے وہ اچھی موت ہو گی اور خدا ان سے راضی ہوں گے دنیا تو روئے گی لیکن یہ جانے والا ہنستا ہوا جاوے گا جس کی زندگی ایمان کی گزری ہو گی جس کی زندگی اعمال کی گزری ہو گی جس کی زندگی دین کی گزری ہو گی وہ ہنستا ہوا جائے گا اور دنیا اس کو روئے گی اگر ہماری زندگی دین کی نہیں ہے، اعمال کی نہیں ہے تو جانے والا بھی روئے گا لیکن رونے سے کوئی فائدہ نہیں ہے موت ٹلتی نہیں ہے موت اپنے وقت پر آتی ہے موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے سارے انسان جو ہیں وہ ایک لائن میں لگے ہوئے ہیں آج اس کی موت ہے کل اس کی۔ اس لئے میرے عزیزو اور دوستو! اصل محنت ہماری آخرت کی ہونی چاہئے کیونکہ وہی اصل زندگی ہے دنیا کی زندگی وہ فانی زندگی ہے۔ نہ باقی رہنے والی زندگی ہے اس کا فائدہ اگر ہے تو وقتی ہے اگر حکومت ہو وہ دنیا کے موت آنے تک ہے اگر جو ہے زمین جائداد ہو تو بھی موت تک ساتھ دیتی ہے۔ موت کے بعد ساتھ نہیں دیتی۔ موت کے بعد ساتھ دینے والے یہ انسان کے ایمان، انسان کے اعمال، انسان کے اخلاق یہی کام آنے والے ہیں۔ لیکن اس کی طرف سے آج ہم غافل ہیں۔ اس کی طرف سے بے پرواہ ہیں جتنی کوشش کی جائے گی، جتنی محنت کی جائے گی اتنی ہمارے اندر جو ہے اعمال زندہ ہوں گے اتنی ہمارے اندر جو ہے ایمان میں قوت ہو گی۔ اتنے ہمارے اخلاق پر اثر پڑے گا۔

Scanned by CamScanner

اس لئے میرے عزیز دوستو اور بزرگو! ہمیں کوشش کرنی ہے۔ ہمیں محنت کرنی ہے اس چیز پر جو ہمیشہ کام آنے والی ہے۔ جو ہمیشہ ساتھ دینے والی ہے، فنا ہونے والی چیز پر محنت کرنا یہ نادانی ہے یہ جو ہے بیوقوفی ہے فنا ہونے والی چیز پر محنت کرنے کا فائدہ بھی فنا ہو جائے گا ختم ہو جائے گا اور باقی رہنے والی چیز پر محنت کرنا اس کے لئے کوشش کرنا اس کے لئے عمل کرنا یہ ہمیشہ کام آنے والی چیز ہے اور ہمیشہ ساتھ دینے والا سرمایہ ہے اس کی تیاری کرنا اس کی فکر میں رہنا یہ سمجھ داری ہے یہ عقلمندی ہے، ہوشمندی ہے۔

اس لئے میرے عزیز بھائیو اور دوستو! اس دنیا کی زندگی کے اندر اپنے دین کی کوشش کرنا ہے اپنے اعمال پر جمنا ہے۔ اعمال کی طرف اپنے بھائیوں کو بلانا ہے خود کرتے ہوئے دوسروں کو بلانا ہے۔

Scanned by CamScanner

حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ
کی
وہ تقـــریـــر

جسے آپ نے بھوپال کے سالانہ اجتماع میں فرمائی۔
بندہ نے اس تقریر کو کیسٹ سے نقل کیا ہے۔

الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نومن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادیَ لہ و نشھد ان لا اِلٰہ الا اللّٰہ وحدہ الاشریک لہ و نشھد ان سیدنا و مولانا محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و علی آلہ و اصحابہ و بارک و سلم تسلیماً کثیراً کثیراً اما بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ط بسم اللہ الرحمن الرحیم ط ان الذین قالو ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا

Scanned by CamScanner

تخافوا ولاتحزنوا و ابشروا با الجنة التی کنتم توعدون ○ نحن اولیٰؤکم فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة ج و لکم فیها ما تشتهی انفسکم و لکم فیها ما تدعون ○ نزلا من غفور رحیم ○ و من احسن قولا ممن دعا الی اللّٰہ و عمل صالحا و قال اننی من المسلمین و لا تستوی الحسنة ولا السیئة ط ادفع بالتی هی احسن فاذا الذی بینك و بینه عداوة کانه ولی حمیم ○ وقال اللّٰہ تعالیٰ ...... فکیف اذا توفتهم الملٰئکة یضربون وجوههم و ادبارهم ط

میرے محترم دوستو اور بزرگو! ہر انسان کی چار منزلیں ہیں، ایک منزل تو ماں کے پیٹ کی ہے۔ دوسری منزل دنیا کے پیٹ کی ہے۔ تیسری منزل قبر کے پیٹ کی ہے اور چوتھی منزل آخرت کی ہے۔ یہ چار منزلیں ہر انسان کی ہیں۔ ماں کے پیٹ کے اندر تو اللہ پاک نے انسان کا بدن بنایا اور اس میں روح ڈالی تنگ جگہ میں اور اندھیرے کے اندر۔ دنیا کے پیٹ کے اندر اللہ پاک نے انسان کو اس لئے بھیجا تا کہ قدر دانی والے راستے پر چلے اور ناقدری والے راستے کو چھوڑ دے اللہ پاک کی اس کے اوپر جو مہربانیاں ہیں اس کی قدر دانی کرے۔ اِمَّا شاکِراً وَّ اِمَّا کَفُوْراً. (پ۲۹) قدر دانی کرے اور اللہ کی بات مانتا ہوا دنیا سے جائے۔ اس دنیا کے اندر اللہ پاک نے انسان کو تھوڑا سا اختیار دیا ہے، تھوڑے وقت کے لئے دیا ہے، پورا اختیار نہیں دیا ہے۔ پورا اختیار دیتے تو دنیا میں کوئی بیمار نہ ہوتا کوئی بوڑھا

Scanned by CamScanner

نہ ہوتا۔ کوئی ہارتا نہیں۔ اکثر و بیشتر موت کو نہیں چاہتے تو کوئی مرتا بھی نہیں۔ لیکن انسان کو اللہ پاک نے پورا اختیار نہیں دیا ہے۔ تھوڑا اختیار دیا ہے بھلے اور برے کا۔ یہ ہاتھ اللہ پاک نے دیا ہے۔ اس سے یتیموں اور مسکینوں کو جا کے روٹی تقسیم کر سکتا ہے۔ اور اس ہاتھ کے اندر یہ بھی طاقت ہے کہ دوسرے کے ہاتھ سے روٹی چھین سکتا ہے۔ یہ دونوں طاقتیں اللہ نے دی ہیں۔ ماں کے پیٹ کے اندر تو انسان مجبورِ محض ہے۔ جیسا بنا دیا ویسا بن گیا۔ لڑکا بنایا، لڑکی بنایا، کالا نا بنایا گورا بنایا۔ زیادہ سمجھ دار والا بنایا، کم سمجھ والا بنایا جیسا بنایا ویسا بن گیا۔ وہاں تو کوئی اختیار نہیں جون سے خاندان میں اور جون سی قوم میں پیدا کر دیا۔

اس دنیا میں آنے کے بعد انسان کو تھوڑا سا اختیار ہے۔ تھوڑے وقت کے لئے اور تھوڑا وقت موت تک کا ہے۔ اسکے اندر اگر اپنے اختیار کو اللہ کی مرضی پر استعمال کیا تو یہ آدمی دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گا اور اگر اس کے اندر انسان نے اپنے اختیار کو اپنی مرضی پر استعمال کیا تو دنیا و آخرت میں یہ پریشان، تباہ اور برباد ہو گا۔

یہ تو ہے اللہ کی مرضی اور ایک ہے اپنی مرضی۔ اللہ کی مرضی پر چلنے میں ایک مجاہدہ ہے۔ وہ یہ کہ اپنی مرضی چھوڑ دینی پڑتی ہے۔ اور اپنی مرضی پر چلنے کے اندر شروع میں ایک سہولت ہے وہ یہ کہ آدمی "جی چاہی" پر چلتا ہے۔ لیکن اللہ کی مرضی کے چھوٹ جانے پر اللہ ناراض ہوتا ہے اور اللہ پاک کا ناراض ہونا بہت بڑی مصیبت ہے۔ زمین و آسمان

Scanned by CamScanner

پیدا کرنے والے اللہ ہیں، چاند و سورج کو پیدا کرنے والے اللہ ہیں، اور اس انسان کو اندھیرے کے اندر اور تنگ جگہ کے اندر پیدا کرنے والے جو اللہ ہیں قادر مطلق اللہ ہیں، جب وہ ناراض ہو جاتے ہیں تو آدمی بہت پریشان ہو جاتا ہے۔ لیکن اتنی مہربانی تو اللہ تعالیٰ پھر بھی کرتے ہیں کہ جب انسان اللہ کو ناراض کرنے والا کام کرتا ہے تو اس کی فوراً پکڑ نہیں کرتے بلکہ اس کے لئے ہدایت کا انتظام کرتے ہیں فرعون ہے، خدائی کا دعویٰ کیا۔ لیکن ایک دم سے اس کی پکڑ نہیں کی۔ حضرت موسیٰؑ کو سمجھانے بھیجا۔ اس نے مذاق اڑلیا پھر دوسری مرتبہ سمجھایا پھر اس نے مذاق اڑلیا پھر تیسری مرتبہ سمجھایا، تو وہ غصے میں آگیا اور اس نے کہہ دیا: قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهاً غَيْرِي لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ. (پ۱۹) اگر میرے سوا کوئی دوسرا خدا تم نے مانا تو تم کو جیل خانے بھیج دوں گا۔

اس کو تجربہ تھا۔ بہت سوں کو اس نے جیل خانے بھیجا تھا۔ حضرت موسیٰ نے کہا قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ. (پارہ ۱۹) اگر میں کوئی کھلی چیز تیرے پاس لے آؤں تو کیا پھر بھی میرے کو تو جیل خانے بھیجے گا؟ اس کے تو ذہن میں بھی نہیں آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کھلی چیز کیا لائیں گے؟ تو اس نے کہا قَالَ فَاْتِ بِهَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ. (پ۱۹) فرعون نے کہا اگر تم سچے ہو تو لاؤ۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈنڈے کو زمین پر ڈال دیا تو وہ بڑا اژدہا بن گیا اور اپنے ہاتھ کو بغل سے نکالا تو وہ بہت چمکدار بن گیا۔ یہ اس

کے لئے ہدایت کا سامان اور انتظام تھا۔ اسکو چاہیے تھا کہ اس معجزے کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات کو مان لیتا کہ یہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ لیکن نہیں مانا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اژدہا پکڑا وہ ڈنڈا بن گیا۔ اس وقت تو فرعون تھوڑا سہم گیا۔ ڈر گیا۔ گھبرا گیا۔ لیکن پھر اس نے مٹنگ جمائی۔ جتنے ممبرس تھے سب کو جمع کیا۔ فرعون اور سارے کے سارے درباریوں نے مل کر سوچا کہ یہ تو جادوگر ہے اس کے لئے جادوگر جمع کرو۔ جادوگر جمع ہوگئے، دیکھنے کے لئے بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا۔ جادوگروں نے اپنا جادو ڈالا۔ انھوں نے رسیاں ڈالیں۔ اور چاروں طرف سانپ بچھو دوڑنے لگے۔ اب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنا ڈنڈا ڈالا۔ وہ اژدہا بن گیا جو سارے سانپوں کو نگل گیا۔ یہ دیکھ کر جادوگروں نے سمجھ لیا کہ یہ شخصیت جادوگر نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ فوراً سب سجدے میں گر گئے اور سب نے کہا۔ قَالُوٓا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ رَبِّ مُوسٰى وَ هَارُوْنَ (پ۱۹) وہ بولے کہ ہم ایمان لائے پروردگار عالم پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔ فرعون کو یہ دیکھ کر بڑا غصہ آیا۔ اس نے کہا میں نے تمہیں انعام دینے کیلئے کہا۔ اپنا مقرب بنانے کو کہا تم میرے آدمی ہو کر ان کے بن گئے۔ پھر بہت ناراض ہو کر کہا۔ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ . (پ۱۹) میں تم سب کو سولی پر چڑھادوں گا۔ تمہیں انعام تو کیا ملتا سولی پر چڑھنا پڑے گا۔

لیکن ان کا ایمان اتنا مضبوط ہو چکا تھا اور انھیں آخرت کی اتنی فکر

Scanned by CamScanner

ہو چکی تھی کہ انھوں نے کہا جاہے ہمیں سولی پر چڑھا دے لیکن ہماری آخرت نہ بگڑے کیونکہ آخرت کا معاملہ ہمیشہ کا ہے۔ تو ایک منزل تو ماں کے پیٹ کی ہے اور ایک منزل دنیا کے پیٹ کی۔ اس کے اندر آدمی اپنی مرضی پر چلے یا اللہ کی مرضی پر چلے۔ انہیں دو راستوں پر یہ چلے گا۔ کبھی اس راستے پر کبھی اس راستے پر۔ کچھ لوگ سیدھے راستے پر چلیں گے۔ کچھ لوگ ٹیڑھے راستے پر۔

اس کے بعد تیسری منزل آئے گی وہ ہے قبر کی جو دنیا میں سیدھے راستے پر چلا ہوگا۔ قبر کی منزل کے اندر اس کو بہت راحت اور آرام ملے گا۔ اور جو ٹیڑھے راستے پر چلا ہوگا اسے بہت تکلیف ہوگی۔

لیکن قبر کے اندر کی راحت و آرام اور قبر کے اندر کی جو تکلیف ہے، وہ دنیا میں رہنے والوں کو دکھائی نہیں دیتی۔ ان کو معلوم نہیں ہوتی۔ اور جو قبر والی زندگی کے قائل ہیں اگر اس کا بار بار مذاکرہ نہ کریں تو ان کے ذہن سے بھی اتر جاتی ہے۔ اور قبر والی منزل جو ہے وہ قیامت تک رہے گی۔ اگر سدھرا ہوا اور ایمان و اعمال والا آدمی قبر کے اندر پہونچنے والا ہوتا ہے تو اس کو مرنے کے وقت سے ہی خوش خبریاں سنانی شروع کردی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (پ ۲۴) جن لوگوں نے کہہ دیا کہ ہمارا پالنہار اور ہمارا پروردگار اللہ ہے، اور اس کے اوپر وہ موت تک جمے رہے اور اس یقین کے ساتھ جمے رہے کہ اللہ پاک کا حکم ہماری طبیعت کے خلاف تو ہو سکتا ہے، ہماری

Scanned by CamScanner

تربیت کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ الحمد للّٰہ رب العالمین ط (پ۱) تمام تعریف اللہ کیلئے ہیں۔ اور دعا بھی منگوائی: اِھدنا الصراط المستقیم. (پ۱) تو اللہ کو رب مانا اور اس کے اوپر موت تک جمے رہے، تو کیا ہوگا؟ تتنزل علیھم الملئکة (پ۱) موت کے وقت فرشتے اتریں گے۔ اور وہ تین باتیں کہیں گے۔ ایک تو کہیں گے اَلاَّ تَخَافُوْا آگے کیا ہوگا؟ اس سے گھبراؤ نہیں۔ تمہارے لئے کوئی گھبرانے کی بات نہیں۔ اس کے بعد کہیں گے: وَلاَ تَحزَنُوْا اور جو تمہاری دنیا چھوٹ گئی۔ اس کا بھی غم مت کرو۔ تھوڑا سا چھوٹا ہے۔ ملے گا بہت زیادہ وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (پ۲۴) اور جون سی جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، اسکی خوشخبری لے لو۔ اور پھر وہ فرشتے یوں کہیں گے۔ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْآخِرَةِ (پ۲۴) ہم تمہارے ساتھی دنیا کے اندر بھی تھے اور آخرت میں بھی ہم تمہارے ساتھی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دنیا کے اندر فرشتے دکھائی نہیں دیتے اور موت آگئی تو فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ آج کا مشاہد۔ کل غائب ہو جائے گا۔ اور آج کا غائب کل مشاہد ہو جائے گا۔ جو آج دکھائی دے رہا ہے وہ موت پر دکھائی نہیں دے گا اور جو موت پر دکھائی دے گا وہ آج دکھائی نہیں دیتا۔

آج انسان کو کیا دکھائی دیتا ہے؟ ملک، مال، روپیہ، پیسہ، سونا، چاندی، دوکان، کھیت، یہ سب جتنا میرے ہاتھ میں ہوگا، اتنی ہی میری زندگی بنے گی یہ نہیں کہ میرے اندر ایمان اور اعمال ہوں گے تو میری

زندگی بنے گی۔ یہ نہیں دکھائی دیتا۔ اور جب موت آئے گی تو ملک ومال اور روپے پیسے سے جو کامیابی دکھائی دیتی تھی وہ دکھائی دینی بند ہو جائے گی اور ایمان واعمال پر جو کامیابی ملنی چاہیے وہ دکھائی جائے گی۔ اور اس کی تیاری نہیں تو ایمان واعمال نہ ہونے کی بناپر جو پریشانی بتائی گئی تھی، نبیوں نے اور آسمانی کتابوں نے جو پریشانی بتائی تھی اب وہ پریشانی سامنے آگئی۔

اب یہ بہت پریشان ہو گیا کہ ہو کیا گیا؟

تو آج جو دکھائی دے رہا ہے وہ موت کے وقت دکھائی نہیں دیگا۔ اور آج جو دکھائی نہیں دیتا وہ موت کے وقت دکھائی دینا شروع ہو جائے گا اسی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب خنجر مارا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں گر گئے، خون کے فوّارے چھوٹے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت پریشان ہوئے ان کو لا کر لٹایا گیا وہ یوں کہہ رہے تھے کہ: تھوڑی دیر میں دنیا غائب ہو جائے گی اور آخرت میرے سامنے آجائے گی۔ پتہ نہیں میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا؟

اے اللہ! اگر تو میری نیکیوں کا کوئی ثواب نہ دے، صرف میری گناہوں پر پکڑ نہ کر، اور میری نیکیوں اور برائیوں کو برابر کر دے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ اس لئے کہ برائیوں کی پکڑ پر جب اللہ آئے گا تو اللہ کی پکڑ بہت بڑی ہے۔

میرے محترم دوستو! کچھ تو سوچو کہ آخرت میں ہمارے ساتھ کیا ہو گا؟ موت کے بعد جب قبر میں رکھا جائے گا تو کچھ پتہ نہیں کہ کس کے

Scanned by CamScanner

ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اگر ہم لوگوں میں دنیا کے اندر اس کی فکر آگئی، اور قدم قدم پر اپنی مرنے کے بعد والی زندگی کو سامنے رکھتے رہے تو اللہ کی ذات سے یہ امید ہے کہ دنیا کی زندگی میں اللہ کے حکموں کو پورا کرنے والے بنیں گے۔ یہ تو ہوگا نہیں کہ گھر چھوڑ دیں۔ ہم کاروبار چھوڑ دیں۔ جیسے حضرت جی نے نکاح کے بیان میں جو چیزیں ارشاد فرمائیں کہ بیوی کے منہ میں اللہ کے حکم کے مطابق لقمہ بھی ڈالے گا تو اس پر بھی ثواب ملے گا۔ تو دنیا کے جو کام ہم کریں گے اگر وہ اللہ کے حکم کے مطابق اور نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق کریں گے تو اللہ پاک ہماری دنیا کی ضرورتیں بھی پوری کریں گے اور اس پر ثواب بھی مرحمت فرمائیں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے چین تھے بڑے بے قرار تھے رو رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: امیر المومنین! آپ اتنے بے چین اور بے قرار کیوں ہیں؟ رسول کریم ﷺ آپ سے خوش ہو کر اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے خوش ہو کر تشریف لے گئے۔ اور آپ کے ہاتھوں پورے عالم میں کتنا دین پھیلا اور کہاں کہاں پھیلتا جا رہا ہے۔ تو آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں کہا: اے رسول کریمؐ کے چچازاد بھائی! کیا یہ بات تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے بھی کہو گے۔ اس لئے کہ قیامت کا دن بڑا بھاری دن ہے اور ہر انسان کا کیا کرایا سامنے آجائے گا اور نہ معلوم آخری فیصلہ

اللہ کا کیا ہو؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا کہ
قیامت کے دن میں اللہ کے سامنے یہ بات کہوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اپنے بیٹے کے ران پر تھا
کہا کہ بیٹا! اپنی ران سے میرے سر کو زمین پر ڈال دو اور غبار آلود ہونے
دو۔ میرا سر کسی کی ران پر رہنے کے قابل نہیں۔

ایک بات ذہن میں رہے کہ جتنا اللہ پاک سے تعلق قائم ہوگا
جتنی اللہ پاک کی معرفت ملے گی اور جتنا اللہ پاک کا دھیان ہوگا اور جتنا اللہ
کے راضی کرنے کا جذبہ ہوگا اتنا ہی آدمی اللہ پاک سے ڈرے گا۔ اتنا ہی
اللہ پاک کا تقویٰ اور ڈر اس کے اندر پیدا ہوگا۔ اور جتنا آدمی اللہ پاک سے
دور ہوتا چلا جائے گا اور اس کو اللہ پاک کا دھیان نہیں ہوگا اتنا ہی وہ آدمی
گناہوں کے اوپر جری ہوتا چلا جائے گا۔ اور اتنا ہی وہ آدمی خرابیوں کی
طرف چلتا چلا جائے گا۔ اور اللہ سے دور ہوتا چلا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو اتنا ڈر رہے ہیں یہ تقویٰ ان کے اندر
ہے جو اللہ پاک سے جتنا قریب ہوتا ہے اتنا ہی اللہ پاک اسے تقویٰ
مرحمت فرماتے ہیں۔ اور تقویٰ والے کے اعمال قبول ہوتے ہیں۔ اِنَّمَا
یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (پ۶) تو میں یہ بات عرض کر رہا تھا کہ آج جو
دکھائی دیتا ہے وہ موت کے وقت دکھائی دینا بند ہو جائے گا۔ اور آج جو
دکھائی نہیں دیتا ہے وہ موت کے وقت دکھائی دینا شروع ہو جائے گا۔ اس
اس وقت آدمی کچھ کر نہیں سکے گا۔ تو فرشتے یوں کہتے ہیں: نَحْنُ

Scanned by CamScanner

اَولِیٰؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْآخِرَۃِ ہم تمہارے ساتھی دنیا کے اندر بھی تھے اور آخرت کے اندر بھی۔ فرق یہ ہے کہ دنیا کے اندر ہم دکھائی نہیں دیتے تھے اور آخرت کے اندر ہم دکھائی دیتے ہیں۔ اس وقت بھی زمین سے آسمان تک فرشتے ہی فرشتے ہیں۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ کی خبر ہے کہ جب اللہ پاک کی بڑائی، اللہ پاک کی پاکی اور اللہ پاک کی وحدانیت بیان کی جاتی ہے تو زمین سے آسمان تک فرشتے ہی فرشتے ہوتے ہیں اور فرشتے اعلان بھی کرتے ہیں۔ ھَلُمُّوْآ اِلٰی حَاجَتِکُمْ آجاؤ اپنی حاجت کی طرف۔

تو اے میرے محترم دوستو! وہ فرشتے کہیں گے کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے ساتھ تھے اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گے۔ نَحنُ اَولِیٰؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْآخِرَۃِ (پ ۲۴) آخرت اور جنت میں کیا ملے گا تمہیں؟ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۔ (پ ۲۴) تمہارا جو جی چاہے گا وہ تمہیں وہاں ملے گا۔ تمہاری مرضی میں جو بات آئے گی وہ وہاں تمہیں ملے گی۔ اس لئے کہ تم نے اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں قربان کر دیا جب صحیح طریقے پر آدمی دس من اناج قربان کرتا ہے تو اسے سو من اناج ملتا ہے۔ اگر آم کی ایک گٹھلی قربان کر دیتا ہے تو اسے پورا آم کا درخت ملتا ہے۔ تو یہ مادی لائن کی قربانیوں پر اللہ پاک نے نتیجے نکال کر دکھائے۔ اور روحانی لائن کی قربانیوں پر اللہ پاک نے یہ بتا دیا کہ اپنی مرضی کو میری مرضی میں قربان

Scanned by CamScanner

کر دو تو تمہاری مرضی اگے گی۔ اور اگنے کے بعد پھر جو مانگو گے، وہ تمہیں ملے گا۔ چھوٹے میں چھوٹی جنت اگر کسی کو ملی تو پوری دنیا سے دس گنا بڑی جنت ہو گی اور اس کے اندر ستر بہتر بیویاں ہوں گی اور ہزاروں کی تعداد میں خدمت گذار ہوں گے اور جنت کے زمین کی مٹی زعفران کی ہو گی اور پتھر، کنکر ہیرے جواہرات کے ہوں گے۔ اور جنت کی اینٹیں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور ان کے جوڑنے کا گارا مشک کا ہو گا۔ اور جنت میں جانے والا ہر مرد اور ہر عورت ۳۰-۳۳ سال کی جوانی کی عمر والا ہو گا اور کروڑہا کروڑ سال کے بعد بھی بڑھلپا نہیں آئے گا اور ایسی زندگی ملے گی کہ کروڑہا کروڑ سال کے بعد بھی موت نہیں آئے گی۔ اور کپڑے ایسے ملیں گے جو کبھی میلے نہیں ہوں گے۔ اور کھانا ایسا ملے گا جو پیٹ میں جاکر گندگی نہیں بنے گا۔

بس اب اگر میں زیادہ تفصیلات کی طرف اتروں گا تو جنت کا شوق تو خوب پیدا ہو گا اور اس کے بالمقابل جہنم کی تفصیلات کی طرف اگر ہم اتریں تو ڈر بھی بہت لگے گا لیکن بیان کا وقت اسی میں پورا ہو جائے گا۔ اور جہنم سے بچنے اور جنت کے اندر داخل ہونے کی جو تیاریاں ہمیں دنیا کے اندر کرنی ہیں، وہ کیسے کرنی ہیں؟ اس کے لئے وقت نہیں بچے گا۔ جنت کا شوق تو پیدا ہو جائے گا اور جہنم کا خوف تو پیدا ہو جائے گا لیکن ایمان اور اعمال کے ذریعہ ہم تیاری کیسے کریں اس کے لئے وقت بچے گا نہیں۔

تو اس وجہ سے ہم زیادہ تفصیل پر نہیں جائیں گے۔ تھوڑا شوق پیدا

Scanned by CamScanner

ہو گیا تھوڑا خوف پیدا ہو گیا، پھر اس دنیا کے اندر کیسے ہمیں رہنا ہے، یہ بات بتائی جاتی ہے۔ تو فرشتے یوں کہیں گے کہ جو تمہارا جی چاہے گا وہ یہاں تمہیں ملے گا۔ جو تمہاری زبان مانگے گی وہ تم کو یہاں پر ملے گا۔ اور غفور رّحیم کی طرف سے تم لوگ مہمان ہو گے۔ اللہ پاک کی مہمانی ہو گی۔ اور مہمان کے لئے میزبان اس کے جی میں جو چیز ہوتی ہے وہ بھی دیتا ہے، زبان سے جو مانگے وہ بھی دیتا ہے اور میزبان بہت سی چیزیں ایسی دیتا ہے جو مہمان نے مانگی بھی نہیں اس کے جی نے بھی نہیں چاہا پھر بھی وہ چیزیں لا کے رکھ دیتا ہے۔ قسمیں بدل بدل کر آتی رہتی ہیں۔ تو ایسی ایسی نعمتیں اللہ پاک دیں گے جس کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں ہو گا اور کسی کان نے سنا نہیں اور دل میں کبھی اس کا خیال نہیں گذرا ہو گا۔ ایسی ایسی نعمتیں اللہ پاک جنت کے اندر مرحمت فرمائیں گے۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو! میں نے عرض کیا تھا کہ جو وہ جادو گر تھے ان جادو گروں نے طے کر دیا کہ ہم اب ایمان تو چھوڑیں گے نہیں چاہے یہ ہم کو سولی پر لٹکا دے۔ اور انھوں نے فرعون سے بھی کہہ دیا فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ. تیرا جو جی چاہے کر دے ہم تو ایمان لا چکے۔ بلکہ ان جادو گروں نے فرعون کو بھی دعوت دینی شروع کر دی۔ وہیں پر فرعون کو بھی دعوت دی اور اس کا اثر یہ ہوا کہ چاروں طرف جو سارا مجمع جمع ہوا تھا اس کے اندر سے بہت بڑے مجمع نے وہیں پر کلمہ پڑھ لیا۔ اب چاروں طرف ایمان والے بن گئے۔ یہ سارا انتظام تھا فرعون کی ہدایت

Scanned by CamScanner

کا۔ وہ بگڑا ہوا اور بھٹکا ہوا تھا لیکن ایک دم سے اللہ نے اس کی پکڑ نہیں کی۔

انسان اگر اللہ کو ناراض کرنے والے کام کرے تو اللہ پاک اسے ایک دم سے نہیں پکڑتے بلکہ اللہ پاک اس کے سدھرنے کا انتظام کرتے ہیں۔ فرعون کے سدھرنے کا اللہ پاک نے اتنا بڑا انتظام کیا۔ یہاں تک کہ اس کی بیوی جو تھی وہ بھی ایمان والی بن گئی۔ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ بھی ایمان والی بن گئیں۔ لیکن یہ سارا ہو جانے کے باوجود فرعون جو تھا وہ ایمان پر نہیں آیا۔ کبھی انسان جب ہٹ دھرمی پر اترتا ہے تو چاہے کتنا ہی اس کی سمجھ میں بات آجائے مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی کو نہیں چھوڑتا۔ اور پھر اس کے اوپر ایسی زور مار پڑتی ہے کہ ہوش ٹھکے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ لات کا بھوت بات سے نہیں مانا کرتا۔ جب تک کہ اس کے اوپر اچھی طرح سے لات نہ پڑے۔ یہ لات کا بھوت تھا اس نے بات سے نہیں مانا۔

خیر! یہ مجلس ختم ہو گئی۔ پھر اس نے اپنا دربار جوڑا... بجائے ہدایت پر آنے کے اپنا دربار جوڑا اور دربار جوڑ کر یہ کہنے لگا کہ میرے کو چھوڑ دو تاکہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں۔ پھر موسیٰؑ اپنے اللہ سے دعا مانگتے پھریں۔ پھر دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے؟ یہ سارے دعا سے ڈراتے ہیں۔ ذرا دیکھیں تو سہی کہ ان کی دعاؤں سے کیا ہوتا ہے؟ **وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰي وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ** چھوڑ دو! میں موسیٰ کو قتل کر دوں۔ اب مانگیں یہ دعا۔ دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ اس کے ذہن میں یہ تھا کہ دعا سے کچھ ہوتا ہوتا نہیں۔ یہ خواہ مخواہ کی باتیں ہیں اتنا بڑا جرم اس نے کیا کہ ایک نبی

Scanned by CamScanner

کے قتل کی ترتیب بنا رہا ہے، لیکن اس کے باوجود اللہ نے اس کو نہیں پکڑا۔

میں یہ بار بار اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر غلطیوں کے باوجود کوئی مصیبت نہ آوے تو اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ مصیبت نہیں آئے گی۔ مصیبت آنی ہے اور اللہ کی پکڑ ہونی ہے لیکن یہ اللہ پاک کی مہربانی ہے کہ اللہ پاک ہدایت کا سامان کرتے ہیں اور ہدایت کا انتظام کرتے ہیں۔ تاکہ میرا یہ بندہ ہدایت پر آجاوے اور مرنے کے بعد والی جو بڑی پریشانیاں ہیں ان پریشانیوں سے یہ بچ جائے۔ یہ اللہ پاک کی بہت بڑی عنایت ہے۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ فرعون جو تھا اس نے اتنی نامناسب حرکتیں کیں۔ اور اللہ کو ناراض کیا لیکن اللہ نے اس کی پکڑ نہیں کی۔ یہاں تک کہ اس نے نبی کے قتل کا ارادہ کیا کہ میرے کو چھوڑ دو موسیٰ کو قتل کروں اور یہ دعا مانگیں۔ ان کی دعا سے ہوتا کیا ہے۔

دوستو اور بزرگو! دعا کا معاملہ ایسا ہے کہ اللہ پاک کا وعدہ ہے:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ. تم میرے سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

یہ اللہ پاک کا وعدہ ہے بالکل پکا وعدہ۔ لیکن اس میں ایک شرط ہے۔ وہ یہ کہ دعا کی قبولیت میں رکاوٹ ڈالنے والی کوئی چیز نہ ہو۔

بعض چیزیں دعا کی قبولیت میں رکاوٹ ڈالتی ہیں! ایک تو حرام کا کھانا اور کپڑا۔ اس سے دعا قبول نہیں ہوتی۔ دوسرے غفلت سے دعا مانگی تو وہ قبول نہیں ہوتی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبَلُ الدُّعَاءَ عَنْ قَلْبٍ لَاہٍ.

آدمی خوب دھیان سے دعا مانگے اور دھیان سے دعا مانگنے کا جو

Scanned by CamScanner

وقت ہے وہ آخری رات کا وقت ہے۔ چاروں طرف سناٹا ہو جاتا ہے اس وقت بندہ ہوتا ہے اور بندے کا اللہ ہوتا ہے۔ اور اللہ پاک عنایات کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں۔ اس وقت اللہ سے مانگئے۔ اور دن میں بھی مانگئے۔ مانگنے سے تو چوکئے نہیں۔ لیکن مانگیں تو دھیان سے مانگیں۔

تو پہلی چیز یہ کہ کھانا کپڑا حرام کا ہو تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ دوسرے غفلت سے دعا مانگی تو قبول نہیں ہوتی۔

اور تیسری چیز بتادوں بے تکلف، وہ یہ کہ دعوت کا کام نہ کرے تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور میں نہیں کہتا۔ اللہ کے پیارے نبیؐ کہتے ہیں: مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ. بھلی باتیں بتایا کرو اور بری باتوں سے بچایا کرو۔ یعنی دعوت کا کام کرو۔ کہیں تم لوگوں پر وہ دن نہ آجائے کہ تم دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو۔ تو کیا معلوم ہوا کہ دعوت کا کام جب چھوٹ جاتا ہے تو دعا قبول نہیں ہوتی۔

لیکن ایک بات آپ سے عرض کروں۔ آپ حضرات گھبرا نہ جائیں کہ ہمارا کھانا تو حرام کا۔ کپڑا تو حرام کا اور دعوت کا کام ہم کرتے نہیں۔ تو ہماری دعا تو قبول ہوگی نہیں۔ تو پھر دعا مانگنے سے کیا فائدہ؟

تو دیکھو بھائی! اس وقت ہم جتنے بھی لوگ یہاں بیٹھے ہیں، فوراً کھانا اور کپڑا حلال کا بنانا تو مشکل ہے لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہم سب نیت کرلیں کہ ہمارا جو کھانا اور کپڑا حرام کا ہے ہم انشاء اللہ اس کو دھیرے دھیرے حلال بنانے کی کوشش کریں گے۔ نیت تو کرسکتے ہیں۔ نیت

Scanned by CamScanner

کرلیں اور اس کے بعد دھیرے دھیرے کوشش کرتے رہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ دعوت کے کام کو ہم نے کام نہیں بنایا تو یہ نہ سمجھیں کہ اب ہماری دعا قبول نہیں ہوگی۔ کیوں مانگیں دعا؟ نہیں۔ بلکہ ہم لوگ یہ نیت کرلیں کہ انشاءاللہ دعوت کے کام کو ہم اپنا کام بنائیں گے اور اس کے بعد ہم کوشش کریں۔ اور کوشش کے لئے بھی ہمارے بڑے یہ نہیں کہتے کہ بس ایک دم سے کود پڑو۔ دھیمے دھیمے ہوگی کوشش، تو بہرکیف میرے دوستو! نیت کرنے کے بعد خوب دعا مانگو۔ اور اس کے بعد ہاتھ پیر مارتے رہو۔ دعوت کے کام میں آگے بڑھنے کے لئے بھی، اور کھانے و کپڑے کو حلال بنانے کے لئے بھی۔ لیکن دیکھو! دعا کی قبولیت کے اندر ایک بات ذہن میں رکھنا! عید کا دن تھا ہمارے موجودہ حضرت جی دامت برکاتہم کا بیان تھا اس میں یہ فرمایا کہ آخرت کے بارے میں تو بندہ جو مانگتا ہے، اللہ پاک اسے دیتے ہیں۔ لیکن دنیا کے بارے میں بندہ جو مانتا ہے اس میں اس کی مصلحت کو سامنے رکھتے ہیں۔ اب اس کے اندر آپ حضرات ذہن میں رکھ لیں کہ دنیا کے بارے میں اگر آپ حضرات دعا مانگیں گے تو اس کی قبولیت کے اندر پانچ ترتیبیں ہیں: ایک ترتیب تو اللہ پاک کی یہ ہے کہ جو مانگا اگر وہ مصلحت کے مناسب ہے تو اسے اللہ پاک فوراً اور جلدی سے دیدیتے ہیں۔ رات کو مانگا اور صبح کو مل گیا اتنا بڑا مجمع بیٹھا ہے میرے خیال میں آپ حضرات بھی بارہا دیکھ چکے ہونگے کہ رات کو مانگا اور دن کو مل گیا۔ ایک ترتیب تو یہ ہے۔

Scanned by CamScanner

دوسری ترتیب یہ ہے کہ بندہ نے مانگا وہی جو مصلحت کے مناسب
ہے۔ لیکن جلدی دینا مصلحت کے مناسب نہیں ہے بلکہ دیر سے دینا
مناسب ہے اللہ پاک دیتے تو وہی چیز ہیں جو مانگی ہے۔ لیکن رلا رلا کر
دیتے ہیں۔ خوب رلاتے ہیں پھر دیتے ہیں۔ کیونکہ تیرا رونا جو ہے یہ اللہ
کو بڑا پسند ہے۔ تو اگر تیرا کام بن گیا تو میرے سامنے روئے گا کون؟

خوش نماید نالۂ شبہائے تو ذوقہا دارم بہ زاریہائے تو

تیری رات کو رونا میرے کو بڑا اچھا معلوم ہوتا ہے اور جب تو رات
کو بلبلاتا ہے اور تلملاتا ہے تو میں بڑا خوش ہوتا ہوں۔

تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے سیکڑوں کام بن جائیں اس سے زیادہ
اچھا یہ ہے کہ اللہ کو یہ بندہ پسند آجائے۔ اللہ یہ کہتے ہیں کہ یہ میرے کو
پسند ہے۔ تو بعض مرتبہ اللہ پاک دعاء کے قبول کرنے میں جو چیز مانگی
وہی دیتے ہیں لیکن دیر سے دیتے ہیں۔ یہ دوسری ترتیب ہے۔

اور ایک تیسری ترتیب بھی ہے کہ بندے نے جو چیز مانگی وہ اس کی
مصلحت کے مناسب نہیں ہے۔ تو اللہ پاک وہ چیز نہیں دیتے بلکہ وہ چیز
دیتے ہیں جو اس کی مصلحت کے مناسب ہوتی ہے۔ اور بندہ کی مصلحت
کے مناسب کیا چیز ہے اس کو اللہ خوب جانتے ہیں۔ تو جو چیز مانگی وہ تو
نہیں ملی اور اللہ پاک نے کوئی اور چیز دے دی جو مصلحت کے مناسب
ہے تو یہ بھی دعا قبول ہو گئی۔

حضرت مریم کی اماں جان نے مانگا تھا بیٹا، بیت المقدس کی خدمت

Scanned by CamScanner

کے لئے۔ لیکن اللہ پاک نے دیدی بیٹی۔ اماں جان بہت پریشان ہوئیں کہ بیت المقدس کی خدمت بیٹی کیا کرے گی، لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ. اللہ پاک نے فرمایا کہ لڑکا ہوتا تو وہ ایسا نہ ہوتا جیسی یہ لڑکی ہے۔ یہ ایک نبی کی ماں بنے گی اور اس کے ماننے والے کروڑوں ہونگے۔ ہم مسلمان بھی مانتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو مانگا لڑکا اور ملی لڑکی۔

تو بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ پاک سے جو چیز مانگو وہ نہیں ملتی۔ اور ملتی ہے مصلحت کے مناسب کوئی دوسری چیز۔ یہ تیسری ترتیب ہے۔

اور ایک چوتھی ترتیب بھی ہے۔ چوتھی ترتیب یہ ہے کہ جو مانگا وہ بالکل نہیں ملا، دنیا کی جو چیز مانگی، وہ بالکل نہیں ملی لیکن آسمان سے کوئی بلا اور مصیبت آرہی تھی۔ اللہ پاک نے اس دعا پر اس بلا اور مصیبت کو روک دیا۔ اس بلا کا رکنا بہت اچھا ہے کیونکہ جو مانگا وہ اگر مل جاتا اور بلا بھی آجاتی تو جو ملتا وہ بھی اس بلا میں ختم ہو جاتا اور جو پہلے کا تھا وہ بھی سارا ختم ہو جاتا۔ اور آدمی پریشان ہو جاتا۔

یہ اللہ پاک کی مہربانی ہے کہ بعض مرتبہ وہ نہیں دیتے جو مانگا ہے اور دعا کے مانگنے پر اللہ پاک نے آنے والی بلا کو روک دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کے تین لڑکے ہیں اور تین بہوئیں ہیں اور رہنے کے مکان دو ہیں۔ دوکانیں بھی دو ہیں تو آپ چاہتے ہیں کہ میرے مرنے سے پہلے تیسرے لڑکے کے لئے مکان اور دوکان ہو جائے۔ آپ انتظام بھی کر رہے ہیں اور اللہ کے سامنے رو بھی رہے ہیں لیکن تیسری دوکان

اور تیسرا امکان آپ کو ملتا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اوپر سے کوئی بلا آنے والی ہو۔ اللہ پاک نے اسے روک دیا ہو اور تیسرا امکان اور دوکان نہ دیا۔ اور اگر تیسری دوکان و مکان اللہ پاک دیدیں اور بلا کو آنے دیں اور اس بلا میں تینوں دوکان و مکان ہلاک ہو جائیں اور تباہ ہو جائیں۔ تو یہ اللہ پاک کی مہربانی ہے کہ بلا کو روک دیا اور تیسری دوکان و مکان نہیں دیا۔ اور اس میں کوئی گھبرانے کی بات بھی نہیں۔ تھوڑی تکلیف اٹھالے آدمی۔ سارا برباد ہو جائے اس سے تو اچھا ہے۔ اور اب تو اللہ پاک نے ہم لوگوں کے لئے اتنی آسانی کر دی۔ میاں بیوی کا ایک جوڑا جماعت کے اندر چلا جائے اور جب وہ وقت پورا کر کے آوے تو دوسرا جوڑا چلا جاوے۔ تو گھروں کے اندر گذارا بھی ہو جائے گا اور دین کی دعوت بھی پورے عالم کے اندر چلے گی۔ اور ہدایت پھیلنے کا سامان بھی ہو جائے گا۔

تو چار ترتیبیں بتائی: جو مانگا کبھی وہ فوراً ملتا ہے۔ جو مانگا کبھی وہ دیر سے ملا جو مانگا وہ نہیں ملا مصلحت کے مناسب کچھ اور ملا۔ اور جو مانگا وہ بالکل نہیں ملا۔ لیکن آنے والی بلا رک گئی۔

اور ایک پانچویں ترتیب بھی ہے کہ جو مانگا اللہ نے اسے محفوظ کر دیا اور دنیا میں بالکل نہیں ملا، اور قیامت کے دن اللہ پاک نے وہ دیدیا تو بہت بڑھیا بنا کر دیا۔ اور بہت اعلیٰ قسم کا دیا اور بہت زیادہ دیا۔

قیامت کے دن یہ دیکھ کر آدمی تمنا کرے گا کہ جتنی میں نے دنیا کے اندر دعائیں مانگی تھیں ساری آخرت کے لئے ریزرو ہو جاتیں تو

Scanned by CamScanner

زیادہ اچھا تھا یہ تمنا کرے گا۔ اور سوچے گا کہ دنیا میں جو دعائیں قبول ہوئیں اور مجھے جو ملا وہ تو موت کے وقت چھوٹ گیا۔ تو اللہ پاک کے یہاں دعا کے قبول ہونے کی یہ پانچ ترتیبیں ہیں۔

تو میرے محترم دوستو! وہ فرعون جو تھا اس نے یہ سوچا کہ مانگیں یہ دعا۔ دیکھوں ان کی دعا سے ہوتا ہے کیا؟

تو جو بگڑے ہوئے لوگ ہوتے ہیں وہ یہی سوچتے ہیں کہ اتنی اتنی دعائیں ان کی ہو رہی ہیں اور چل رہی ہیں لیکن ان کے کام تو نہیں بن رہے۔ اس سلسلے میں میں نے آپ سے عرض کیا کہ یہ پانچ ترتیبیں ہیں۔

تو فرعون نے جب کہا: وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۔ کہ مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر دوں۔ اور یہ بلائیں اپنے رب کو۔ یہ تنا بڑا جرم تھا کہ اللہ تعالیٰ فوراً پکڑتے۔ لیکن اللہ پاک نے اتنے بڑے جرم پر فوراً نہیں پکڑا بلکہ اس کی ہدایت کا سامان کر دیا۔ وہ یہ کہ دربار کے اندر سے درباری کھڑا ہو گیا۔ اور درباری نے کھڑے ہو کر فرعون کے بھرے دربار میں دعوت دینی شروع کر دی۔ وہ درباری ایمان لا چکا تھا۔ لیکن مصلحت کے طور پر اس نے اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا۔ بعض مرتبہ چھپانا مصلحت ہوتا ہے اور جب اس نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بارے میں کہہ رہا ہے تو فوراً وہ کھڑا ہوا وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ. ایسی شخصیت کو تم لوگ قتل

Scanned by CamScanner

کرنے کا ارادہ کر رہے ہو جو یہ کہتی ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ اللہ کی طرف سے دلائل لے کر آیا ہے۔

خوب زور کی تقریر کی اور پچھلے واقعات بھی سنائے۔ آگے قیامت کا دن آنے والا ہے وہ بھی سنایا۔ یوسف علیہ السلام کا زمانہ بھی سنایا۔ دنیا کا بے حیثیت ہونا یہ بھی سنایا۔ آخرت کیسی عظیم الشان ہے یہ بھی سنائی۔ یہ ساری باتیں اچھی طرح سے جم کر سنائیں۔

فرعون بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ہامان بھی بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سارے درباری ممبر آف پارلیمنٹ وہ سارے کے سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ درباری، اس زمانہ میں درباری کہتے تھے آج کے زمانہ میں اس کا یہ لفظ ہے وہ سارے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور سب سن رہے ہیں اور فرعون بھی سن رہا۔ صرف ایک مرتبہ وہ تھوڑا سا بولا تو پھر اس نے اس کا جواب دیا۔ اور پھر اس نے جم کر یوں کہا:

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ .

یاد کرو گے جو بات میں کہتا ہوں۔ یہ جو پہلی قوموں کو خدا تباہ کر چکا ہے اسی طرح خدا تیرے کو بھی تباہ و برباد کرے گا اور آئندہ تیرے کو جہنم میں جانا پڑے گا۔ جو کچھ میں کہتا ہوں تیرے کو یاد آئے گا اور میں معاملہ اللہ کے حوالہ کرتا ہوں اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔

اس نے کھڑے ہو کر خوب اللہ کی طاقت کو بیان کیا۔ زبردست

Scanned by CamScanner

طریقہ پر بیان کیا اور ہم لوگوں کو بھی اللہ کی قدرت اور اس کی طاقت کو دنیا بھر میں جا جا کر بیان کرنا ہے اللہ جو ہیں وہ بڑی طاقت والے ہیں۔ بڑی قدرت والے ہیں۔ اللہ کی قدرت کے مقابلہ میں ساری دنیا کی طاقتیں جو ہیں یہ مکڑی کے جالے ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں جیسے مکڑی کے جالے کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اسی طرح ان ساری طاقتوں کو کوئی حیثیت نہیں۔

فرعون اور ہامان اور قارون کی طاقت مکڑی کے جالے کی طرح تباہ و برباد ہو گئی۔ اسی طرح قوم عاد اور قوم ثمود کی طاقتیں مکڑی کے جالے کی طرح تباہ و برباد ہو گئیں اور اسی طرح قیصر و کسریٰ کی طاقتیں مکڑی کے جالے کی طرح تباہ و برباد ہو گئیں۔ اور آئندہ جا کر دجال اور یاجوج و ماجوج کی طاقتیں مکڑی کے جالے کی طرح تباہ و برباد ہو جائیں گی۔

لیکن مکڑی جالا کب تنتی ہے؟ جب گھر ویران ہو چکا ہو، مکڑی آباد گھر میں جالا نہیں تنتی۔ تو اسی طرح آج جتنے مکڑے اور مکڑیاں جالا تن رہے ہیں یہ اس وقت تنتے ہیں جب دنیا دعوتِ دین سے ویران ہو جائے۔ تعلیم کے حلقوں سے ویران ہو جائے، اللہ کے ذکر سے ویران ہو جائے۔ اور اخلاقِ کریمانہ سے ویران ہو جائے۔ اور ایک دوسرے ایمان والوں کا آپس میں ملنا اور جڑنا اور قومی و خاندانی چیزوں کا نہ اٹھانا چاہے قوم کا ہو یا نہ ہو۔ خاندان کا ہو یا نہ ہو، رنگ کا ہو یا نہ ہو لیکن ایمان والا ہے تو آپس کے اندر ایک دوسرے کا اکرام کر کے اجتماعیت کو پیدا

Scanned by CamScanner

کریں۔ جتنی اجتماعیت پیدا کریں گے اللہ کی مدد ساتھ ہو گی۔ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ۔ آپس کے اندر کشاکش مت کرو۔ اگر آپ میں کشاکش کرو گے تو دو نقصان ہوں گے۔ ایک تو کم ہمت ہو جاؤ گے اور دوسرے یہ کہ اندر سے تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ یہ دو باتیں اللہ پاک نے بیان فرمائیں کہ یہ آپس میں جب کشاکش کرتی ہے۔ کوئی بھی آپس میں جب کشاکش کرے تو اس کی ہوا اکھڑ جاتی ہے اور وہ کم ہمت ہو جاتا ہے۔

اپنی گھریلو ترتیب کے اندر بھی آپس میں کشاکش مت کرو۔ اپنی قوم کے اندر اپنے خاندان کے اندر یا جو ن سا دینی کام کر رہے ہو اس کے اندر۔

یہ دین کا کام کرنے والے بھی آپس میں کشاکش نہ کریں۔ یہ کوئی نہ کہے کہ یہ تو یوں کر رہا ہے۔ وہ تو یوں کر رہا ہے۔ ہر ایک دوسرے کو قصوروار قرار دے کر یہ اس کے خلاف لکھ رہا ہے وہ اس کے خلاف لکھ رہا ہے۔ بالکل نہیں: وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ۔ آپس میں کشاکش مت کرو ورنہ تم کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ یہ اللہ پاک کہتا ہے۔ تو دنیا جب ان اعمال سے ویران ہو جاتی ہے، اخلاص سے ویران ہو جاتی ہے، دعوتِ دین سے ویران ہو جاتی ہے تو اس ۔ ،اندر پھر مکڑے اور مکڑیاں جالے تنتے ہیں۔

جیسے ویران گھر کے اندر مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتری نے

Scanned by CamScanner

گھونسلا بنادیا اب گھونسلے کے اندر انڈے بھی دیدیئے اب اس جالے کے اوپر گھونسلے کے تنکے گر رہے ہیں اور انڈے کے چھلکے گر رہے ہیں۔ اب مکڑی فخر میں آگئی کہ تنکے پر تنکے اور چھلکے پر چھلکے میرے جالے پر گرے لیکن میرا جالا نہیں ٹوٹا۔ اور پھر یہ مکڑی جو جاتی ہے تو چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے اسے مل گئے۔ اسے وہ کھا گئی۔ اچھی موٹی تازی ہو گئی۔ اور بڑا فخر اس میں آیا۔ اور پھر مکڑی اپنے پروگرام بنانے لگی۔ کبھی ادھر سے ادھر جا رہی ہے کبھی ادھر سے اِدھر آرہی ہے۔

اب جب مکڑوں نے دیکھا کہ مکڑی کود پھاند رہی ہے، تو انھوں نے بھی اپنے جالے تن دیئے۔ تو پورا گھر مکڑی اور مکڑوں کے جالوں سے بھر گیا۔ اب ہر جگہ یہی خبر کہ فلاں مکڑی نے فلاں مکڑے سے چار گھنٹہ بات کی۔ فلاں مکڑا چلا فلاں مکڑی سے ملا۔ فلاں جگہ پر اتنے مکڑے جمع ہوگئے۔ اور تین دن تک انھوں نے بات کی لیکن کچھ مکڑوں نے اس میں سے واک آوٹ کر دیا اور وہ دوسرے جالے میں گئے اور وہاں پر جا کر وہ ملے۔ خدائے پاک کی قسم دنیا بھر کی طاقتیں یہ مکڑی کے جالے ہیں۔ اللہ کی طاقت کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر دنیا کو دین سے آباد کیا جائے اور دنیا کو انسانیت سے آباد کیا جائے اور دنیا کو ان بھلے اعمال سے آباد کیا جائے۔ جب دنیا کو دین سے آباد کیا جائے گا تو ان مکڑوں کے جالوں کو اللہ پاک صاف کر دے گا۔ اللہ کی قدرت کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور یہ بات میں نہیں کہتا ہوں۔ میرا اللہ کہتا ہے:

Scanned by CamScanner

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۔ یہ اللہ پاک کہتے ہیں کہ یہ ساری کی ساری طاقتیں مکڑی کے جالے ہیں۔

میرے محترم دوستو! جب گھر کو کوئی آباد کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے جالے صاف کرتا ہے اور جالوں کو صاف کرنے میں دیر نہیں لگتی۔ جھاڑو لیا اور چاروں طرف پھیر دیا تو مکڑی بھی ختم اور جالا بھی ختم۔ دیر نہیں لگتی۔ جس طریقے سے یہی فرعون باوجودیکہ اللہ نے اس کی ہدایت کا اتنا سامان کیا لیکن پھر بھی وہ ہدایت کے اوپر نہیں آیا اور اپنی ہٹ دھرمی کے اوپر رہا۔

تو پھر اللہ پاک نے جب ارادہ کیا مصر کو دین سے آباد کرنے کا اور دیکھا کہ یہ ہٹ دھرمی کرنے والا مان کر دیتا نہیں تو اب اس زہریلے پھوڑے کا آپریشن کرنا ہے اور اس زہریلے پھوڑے کو اکھاڑ کر پھینک دینا ہے۔ یہ اللہ پاک نے جب طے کیا تو اللہ پاک کے عذاب کا ایک جھاڑو آیا اور فرعون کے ملک کا جالا صاف ہو گیا۔ اور اللہ پاک کے عذاب کا دوسرا جھاڑو آیا تو ہامان کی وزارت کا جالا صاف ہو گیا۔ اور اللہ پاک کے عذاب کا تیسرا جھاڑو آیا تو قارون کے دھن دولت کا جالا صاف ہو گیا۔ ان سارے جالوں کو صاف کر کے اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی اسرائیل کے لئے مصر کے اندر دین کے چالو کرنے کی ایک فضا بنا دی۔ مصر کے اندر آج بھی اللہ پاک اسی طاقت کے ساتھ ہیں ہم ساری دنیا سے کہتے ہیں کہ اللہ کی طاقت کو مانو۔ اگر اللہ کی طاقت کو نہیں مانو گے

Scanned by CamScanner

اور اللہ کی طاقت کو تسلیم نہیں کرو گے تو جب تک اللہ پاک تمہیں ڈھیل دے گا اس وقت تک تمہیں پتہ نہیں چلے گا۔ لیکن جس دن اللہ کی پکڑ آئے گی تو اے دنیا کے سارے دھن دولت والو! جس دن اللہ کی پکڑ آئے گی۔ اللہ کی پکڑ سے کسی کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔ اور کسی کی کوئی دھن دولت بچا نہیں سکتی۔ اس لئے ساری دنیا کے اندر جماعتوں میں پھرو۔ اور پھر پھر کر جم کر اللہ کی طاقت بیان کرو۔ اللہ کی طاقت کو جم کر بیان کرو اس کے اندر ڈھلے ڈھول نہ بجاؤ ہم اس اللہ کو ماننے والے ہیں جو بڑی طاقت والا ہے۔ ہم لوگوں سے اپنی طاقت نہیں منواتے۔ ہماری کوئی طاقت نہیں۔ خُلِقَ الاِنْسَانُ ضَعِیْفًا. اپنی تو کمزوری کا اعتراف کرنا ہے۔

طاقت والا تو اللہ ہے وہ اتنی بڑی طاقت والا ہے کہ ایک حکم دیدیا اور دیکھو کیسا آسمان و زمین بنا دیا۔ اتنی بڑی طاقت والا اللہ ہے اور اتنا بڑا خزانے والا اللہ ہے کہ روزانہ تقریباً تین لاکھ سے زیادہ بچے پوری دنیا کے اندر پیدا ہوتے ہیں اور ہر بچے کو دو آنکھ دیتا ہے روزانہ چھ لاکھ آنکھیں سپلائی کرتا ہے لیکن اس کے خزانے کے اندر کوئی کمی نہیں آتی۔ ہر انسان کی صورت الگ بناتا ہے۔ آواز الگ بناتا ہے۔ مزاج الگ بناتا ہے۔ جذبہ الگ بناتا ہے۔ سر سب کو الگ الگ دیتا ہے۔ لیکن اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آتی۔

اس اللہ کی طاقت کو اور اللہ کے خزانوں کو جم کر بیان کرنا ہے پورے عالم میں، خصوصی گشتوں میں اور عمومی گشتوں میں بیان کرنا

Scanned by CamScanner

ہے، لیکن ترتیب کے ساتھ، بے ترتیبی کے ساتھ نہیں۔ اگر بے ترتیبی کے ساتھ بیان کرو گے تو لوگ اللہ پاک کا مذاق اڑائیں گے۔ اور ہم مذاق اڑوانے والے بنیں گے ہمیں اللہ پاک کا مذاق نہیں اڑوانا۔ جم کر دعوت دینی ہے اور اس کو سیکھنا ہے۔ سیکھے بغیر دعوت نہیں دے سکتے اور اس کے لئے جماعتوں میں پھرنا ہے۔ اور اس کے لئے مقامی کام کرنا ہے اور جم کر یہ بات کہنی ہے کہ اللہ کی طاقت کو تسلیم کرو۔ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ کھڑے ہو جاؤ اور اللہ سے ڈراؤ اور اللہ کی بڑائی کو بیان کرو۔ اذان کے اندر بھی اللہ کی بڑائی اقامت کے اندر بھی اللہ کی بڑائی۔ نماز کے اندر بار بار اللہ اکبر۔

ارے جنازے کی نماز پڑھے تو اللہ اکبر چار مرتبہ۔ ارے بچہ پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت۔ پیدا ہوتے ہی کان کے اندر اللہ کی بڑائی پڑ گئی۔ جانور ذبح کرے تو، بسم اللہ، اللہ اکبر، عید کا دن آئے تو: اَللّٰهُ اَكْبَرْ، اَللّٰهُ اَكْبَرْ، لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرْ وَ لِلّٰهِ الحَمْدُ.

عید کے دن بھی اللہ اکبر، جنازے کی نماز ہو تو اللہ اکبر، بچہ پیدا ہو تو اللہ اکبر، فجر کی نماز سے اللہ اکبر کی آواز چلتی ہے۔ رات کو سوتے وقت تسبیح فاطمی پڑھتے ہیں تو اس میں بھی سُبْحَانَ اللّٰهِ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ مرتبہ۔ ہر نماز کے بعد بھی یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ اس کے اندر بھی فجی سے اَللّٰهُ اَكْبَرْ کی آواز چلتی ہے اور چاروں طرف اَللّٰهُ اَكْبَرْ

کی فضا بنتی ہے۔ اس کے بعد پھر فیجی کے بعد والے جو ممالک ہیں، آسٹریلیا کے اندر یہ آواز، پھر نیوزی لینڈ کے اندر یہ آواز، پھر آسٹریلیا کے بعد چلو تو فلپائن ہے، جاپان ہے، کوریا ہے، وہاں پر یہ آوازیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس کے بعد پھر آگے چلو ملیشیا ہے انڈونیشیا ہے، تھائی لینڈ ہے، بنگلادیش ہے سیلون ہے، برما ہے، وہاں پر اللہ اکبر کی آواز۔ آگے جتنا بڑھو گے وہاں پر اللہ اکبر کی آواز۔

ساری دنیا میں اللہ اکبر کی آواز لگ رہی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آگے بڑھیں اور اللہ کی بڑائی بیان کریں۔

میرے محترم دوستو! اللہ کی بڑائی تسلیم کرنے والوں اور اللہ کی بڑائی بیان کرنے والوں کے ساتھ ہی اللہ کی مدد ہے۔

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

Scanned by CamScanner